﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 21 | جمعۃ المبارک 11؍جولائی 2014ء | شمارہ 28

14؍رمضان 1435 ہجری قمری ❁ 11؍وفا 1393 ہجری شمسی

روزے ڈھال ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ

روزے ڈھال ہیں

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم حدیث نمبر 1761)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام﴾

انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔ نمازوں میں لذّت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہوجاتی ہے۔ جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درُود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھے۔

حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

وہ وقت ضرور آئے گا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دے گا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دُنیا پر کُھل جائے گی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہوجاوے گا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہو سکے گا۔

”ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہمت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت اور تائید کے لیے تیار رہنا چاہیے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہوّر ہوتا ہے۔ مومن میں شتابکاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمّل کے ساتھ نصرتِ دین کے لیے تیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔

انسان سے کبھی ایسا کام ہوجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے۔ مثلاً کسی سائل کو اگر دھکا دیا تو سختی کا موجب ہوجاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے اور اسے توفیق نہیں ملے گی کہ اسے کچھ دے سکے، لیکن اگر نرمی یا اخلاق سے پیش آوے گا اور خواہ اُسے پیالہ پانی ہی کا دیدے تو ازالۂ قبض کا موجب ہوجاوے گا۔

انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھتی ہے۔ نمازوں میں لذّت اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہوجاتی ہے۔ جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درُود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھے۔ قبض کے دُور ہونے کا یہی علاج ہے۔

علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (سورة فاطر:29)۔ اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔

قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب تک انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے ماموراور مُرسَل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں مگر اس میں بھی کوئی شُبہ نہیں کہ ان نشانوں میں ابتلاء اور اخفاء کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں۔ سعید جو باریک بین اور دُوربین نگاہ رکھتے ہیں اپنی سعادت اور مناسبتِ فطرت سے اُن اُمور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں۔ لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جن کی فطرت کو سعادت اور رُشد سے کوئی مناسبت اور حصّہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہوجاتے ہیں جس کا بُرا نتیجہ اُن کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

دیکھو مکہ معظّمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا تو ابوجہل بھی مکّہ ہی میں تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکّہ ہی کے تھے۔ لیکن ابوبکرؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کے ساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اُس نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسی جگہ ایمان لے آئے اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپ نے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے۔ لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے لیکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا۔ اِس میں کیا سِرّ تھا؟ پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی۔ ایک صدیق ٹھہرتا ہے اور دوسرا جو ابوالحکم کہلاتا تھا وہ ابوجہل بنتا ہے۔ اس میں یہی راز تھا کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ غرض ایمانی امور مناسبت ہی پر منحصر ہیں۔ جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلّم بن جاتی ہے اور امورِ حقّہ کی تعلیم دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہلِ مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے۔

مَیں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور مَیں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں مگر افسوس مَیں اس دُنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دے گا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دُنیا پر کُھل جائے گی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا کہ توبہ کا دروازہ بند ہوجاوے گا اور پھر کوئی ایمان سودمند نہ ہو سکے گا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 3 تا 6۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پروگرامنگ اور پروڈکشن وہ دوشعبہ جات ہیں جن سے تمام ممالک کے نیشنل MTA اسٹوڈیوز کو مضبوط روابط قائم رکھنے چاہئیں

آپ جو بھی پروگرام تیار کریں وہ بہترین معیار کے ہونے چاہئیں اور وقت کی ضروریات کے مطابق ہوں

جب ایسے پروگرامز تیار ہو جائیں تو MTA اور شعبہ تبلیغ کو مل بیٹھ کر اس طرح ان پروگراموں کو مشتہر کرنا چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ممکنہ سامعین و ناظرین تک پہنچ سکیں

ہمیں ایک طرف تو ایسے پروگرام بنانے ہیں جو تمام لوگوں مرد و زن، جوانوں اور بوڑھوں کے لئے تربیت کا ذریعہ ہوں جبکہ دوسری طرف ہمیں اس طرح کے پروگرامز بھی بنانے ہیں جو اسلام کی سچائی کی تبلیغ کا بھی ذریعہ ہوں

عصرِ حاضر میں MTA ہے جو سچائی کو پھیلانے کے لئے بڑا اہم اور نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔

اس طور پر آپ سب، قطع نظر آپ کے عہدہ کے بہت خوش قسمت ہیں جو MTA میں خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی تیسری انٹرنیشنل کانفرنس کی اختتامی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں خطاب کا اردو ترجمہ

فرمودہ مورخہ 13/اپریل 2014ء بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ تین دن سے MTA انٹرنیشنل کو ایک مرتبہ پھر اپنی سالانہ عالمی کانفرنس کے انعقاد کی توفیق مل رہی ہے۔ جیسا کہ ابھی ہم نے رپورٹ میں بھی دیکھا کہ آپ کو اس کانفرنس کے دوران معلومات کے تبادلے اور MTA کے اندر مختلف شعبہ جات کے بارے میں جاننے کا موقع ملا ہوگا۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ نہ صرف بیرونِ ملک کے نمائندگان کے علم میں (کانفرنس میں شرکت سے) اضافہ ہوا ہوگا بلکہ مرکزی ٹیموں کو بھی ان مسائل کے بارے میں جاننے کا موقع میسر آیا ہوگا جن کا آپ کو اپنے اپنے ممالک میں سامنا رہتا ہے۔ ہر ملک کے اپنے اپنے مخصوص مسائل اور مشکلات ہوتی ہیں اور ان مشکلات سے مرکزی شعبہ جات کو آگاہ کرنا آپ کی ذاتی شمولیت سے آسان ہو جاتا ہے۔

لہٰذا مجھے یقین ہے کہ بیرونی نمائندگان نے مرکزی ٹیموں کو اپنے مسائل سے آگاہ کیا ہوگا اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ انہوں نے ان مسائل کے ہر ممکنہ حل تجویز کئے ہوں گے۔ اگرچہ چند مسائل ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا فوری حل تجویز کرنا ممکن نہیں ہوتا لیکن انشاء اللہ مستقبل قریب میں وہ ایسے پیچیدہ امور کا حل بھی پیش کر سکیں گے۔ بہر حال بیرونی نمائندوں کی شرکت اس لحاظ سے نہایت اہم ہے کہ اس سے مرکزی ٹیموں کو بھی سیکھنے اور (پیشہ ورانہ) بہتری لانے کے مواقع ملتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے ممالک سے شامل ہونے والے نمائندگان کو بھی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مرکز ان سے کس انداز میں کام کرنے کی توقع رکھتا ہے۔ انشاء اللہ! ان باہمی روابط سے آپ کے کام اور معیار میں بہر حال بہتری آئے گی اور یہی اس کانفرنس کے انعقاد کا بنیادی مقصد بھی تھا۔

بہر حال ان تین دنوں میں باہمی روابط اور تبادلہ خیالات کے نتیجہ میں آپ سب نے تکنیکی اور عملی اعتبار سے بہت کچھ سیکھا ہوگا۔ خاص طور پر پروگرامنگ اور پروڈکشن وہ دوشعبہ جات ہیں جن سے تمام ممالک کے نیشنل MTA اسٹوڈیوز کو مضبوط روابط قائم رکھنے چاہئیں اور ایک گہرا تعلق قائم رہنا چاہئے۔

جہاں تک پروگرامنگ کا تعلق ہے میں نے ڈائریکٹر پروگرامنگ کو ہدایات دی ہیں کہ MTA کو کس نہج اور کس انداز میں پروگرام تیار کرنے چاہئیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انہوں نے تمام متعلقہ معلومات آپ تک پہنچا دی ہوں گی اور پروگراموں کی تیاری سے متعلق آپ کی بھرپور رہنمائی کی ہوگی۔ اسی طرح پروڈکشن کے شعبہ کی بھی مَیں نے تفصیل سے رہنمائی کی ہے، (اور میں امید رکھتا ہوں) دیگر ممالک کے MTA اسٹوڈیوز تک متعلقہ معلومات پہنچا دی گئی ہوں گی۔

یاد رکھیں آپ جو بھی پروگرام تیار کریں وہ بہترین معیار کے ہونے چاہئیں اور وقت کی ضروریات کے مطابق ہوں۔ اگر ہم اب تک کی پروڈکشنز کا جائزہ لیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اردو اور انگریزی زبانوں میں چند بہت اچھا ابلاغ رکھنے والے پروگرامز تیار ہوئے ہیں جو بہت سے لوگوں کے لئے انتہائی فائدہ مند ثابت ہو رہے ہیں۔ اسی طرح MTA العربیہ بھی انہی خطوط پر کام کر رہا ہے۔ مثال کے طور پر سوال و جواب کے بعض لائیو پروگراموں میں، جو نشر ہو چکے ہیں، اٹھائے گئے سوالات اور الزامات کے بہت جامع اور مؤثر رنگ میں جوابات دیئے گئے ہیں۔ انشاء اللہ! جلد ہی ایسے پروگرامز جرمن زبان میں بھی شروع ہو جائیں گے۔ اس کی جرمنی میں اس لحاظ سے بھی بہت اہمیت ہے کہ یہاں پر بعض خاص عناصر ایسے ہیں جو اسلام مخالف ہیں جبکہ ایسے بھی ہیں جو مذہب میں دلچسپی رکھتے ہیں اور بات سننا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان تک یہ پیغام پہنچائیں اور ہم اس مقصد میں ناکامی کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا جب ایسے پروگرامز تیار ہو جائیں تو MTA اور شعبہ تبلیغ کو مل بیٹھ کر اس طرح ان پروگراموں کو مشتہر کرنا چاہیے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ممکنہ سامعین و ناظرین تک پہنچ سکیں اور اگر اس کی مناسب منصوبہ بندی کر لی جائے تو اس طریقے سے ہی کافی تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مَیں یہ بتانا چاہوں گا کہ MTA العربیہ نے اس حوالے سے کافی کام کیا ہے اور اللہ کے فضل سے ہماری جماعت عرب دنیا کے ایک کثیر حصے میں پہنچ چکی ہے اور نتیجۃً عرب دنیا میں ایک اچھی تعداد میں بیعتیں ہو رہی ہیں۔ اسی طرح سے آپ سب کو بھرپور اور مستقل کوشش کرنی چاہیے کہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں اور وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے احمدیت کے پیغام کو دور دراز علاقوں تک پہنچا سکیں۔ آپ کو اس سلسلہ میں مستقل مزاجی، اخلاص اور دانشمندی کے ساتھ ایسی کوششیں کرنا ہوں گی جن سے ہم ان دُور رس اثرات کے حامل مقاصد کو حاصل کر سکیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ہمارے پروگراموں کا معیار انتہائی اعلیٰ ہونا چاہیے پس پروڈکشن کے لحاظ سے MTA کو ہمیشہ بہتری کی جستجو میں لگے رہنا چاہیے۔ وہ جماعتیں جن کے پاس وسائل ہیں انہیں اچھے ساز و سامان اور کیمروں کی فراہمی پر خرچ کرنا چاہیے تا کہ معیار بہتر ہو۔ یہاں مرکز میں ٹرانسمیشن کا نیا نظام قائم کیا جا رہا ہے۔ پس جیسی عمدہ معیار کی پروڈکشنز ہوں گی نشریات کے آخری نتائج بھی ویسے ہی بہتر حاصل ہوں گے۔ ہمیں یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ ہمیں ایک طرف تو ایسے پروگرام بنانے ہیں جو تمام لوگوں مرد و زن، جوانوں اور بوڑھوں کے لئے تربیت کا ذریعہ ہوں جبکہ دوسری طرف ہمیں اس طرح کے پروگرامز بھی بنانے ہیں جو اسلام کی سچائی کی تبلیغ کا بھی ذریعہ ہوں اور MTA کو ایسے پروگرام مستقل بنیادوں پر تیار کرتے رہنا چاہئے جو آج کے معاشرے میں اور عصر حاضر کے مسائل کے حوالہ سے اسلام سے متعلقہ سوالات کا جواب دینے اور اس بارے میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات کا بطور خاص نوجوان ذہنوں سے ازالہ کرنے والے ہوں۔ ایسے پروگراموں میں دیئے گئے جوابات کو اسلام کی حقیقی تعلیم اور ہماری جماعت کی تعلیمات کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ میری نصیحت ہے کہ ابتدائی طور پر ایسے پروگرام لائیو نشر کرنے کی بجائے پہلے سے ریکارڈ شدہ ہونے چاہئیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض مسائل یا اٹھائے گئے سوالات کے بارے میں پروگرام کے شرکاء یقینی طور پر نہیں جانتے ہوں گے کہ ان کا جواب کس طور پر دیا جانا چاہیے۔ اس لئے ان کو اسی طرح ریکارڈ کر لینا چاہیے جس طرح Faith Matters والے کرتے ہیں۔ اس طرح یہ امر یقینی بنایا جا سکے گا کہ دیئے گئے جوابات درست اور ہماری تعلیمات اور روایات کے مطابق ہوں۔

اگر جرمن اور فرنچ میں بھی اس طرح کے کچھ پروگرام ریکارڈ کئے جا سکیں تو وہ فوری اور دور رس حوالے سے یکساں مفید ہوں گے۔ فرنچ کے حوالے سے تو کئی افریقن ممالک فرانسیسی بولنے والے ہیں اور کینیڈا کے ساتھ ساتھ بعض جزائر میں بھی فرانسیسی بولی جاتی ہے۔ جرمن زبان بھی جرمنی کے علاوہ سوئٹزرلینڈ اور آسٹریا جیسے ممالک میں کئی ملین لوگ بولتے ہیں۔ پس میں مقامی MTA اسٹوڈیوز کو تحریک کرتا ہوں کہ ان زبانوں میں میری ابھی ابھی بتائی گئی نصائح کے مطابق پروگرام تیار کریں۔ عملاً تمام ممالک سے آئے ہوئے نمائندگان MTA کے لئے پروگرام بناتے وقت ان نکات کو مدّ نظر رکھا کریں۔

یاد رکھیں جس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا وہ دنیا کے لوگوں کو اسلام کا صحیح اور اصل چہرہ دکھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَالنّٰشِرٰتِ نَشْراً (المرسلات:04) جس کا مطلب یہ ہے کہ اور وہ طاقتیں جو سچائی کو بہترین طور پر پھیلاتی ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو سچائی کے پیغام کو پیش کرتے اور دنیا کے اطراف و جوار میں پھیلاتے ہیں اور ان کو خدا تعالیٰ نے بہت خاص اور معزز مقام سے نوازا ہے۔ اور عصرِ حاضر میں MTA ہے جو سچائی کو پھیلانے کے لئے بڑا اہم اور نمایاں کردار ادا کر رہا ہے۔ اس طور پر آپ سب، قطع نظر آپ کے عہدہ کے بہت خوش قسمت ہیں جو MTA میں خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ اس عہد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا گیا کہ وہ قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو قائم کریں اور ان کا احیاء کریں۔ پس اس عظیم جدو جہد اور مقصد میں آپ کو موقع ملا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدد اور تعاون کر سکیں۔

پس آپ سب خوش قسمت ہیں جن کو اس عظیم الٰہی مقصد کی برکات اور انعامات سے حصہ پانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اس بات سے قطع نظر کہ MTA میں خدمت آپ کس حیثیت میں کر رہے ہیں، یہ بات ہمیشہ مدّ نظر رکھیں کہ آپ کس قدر خوش نصیب ہیں جو آپ کو اس خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اگر آپ کیمرے کے پیچھے کھڑے ہونے والے ایک خاموش رضا کار ہیں تو آپ خوش قسمت ہیں، اگر آپ MTA کے کسی بھی شعبہ میں کارکن ہیں تو

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر306

مکرم رضوان صاحب

مکرم رضوان صاحب لکھتے ہیں: میرا تعلق الجزائر سے ہے۔ جہاں میری پیدائش 1987ء میں ہوئی۔مَیں 14 سال کی عمر تک الجزائر کے مغربی حصہ میں اپنی والدہ کے ساتھ رہائش پذیر رہا جس کے بعد 2001ء میں اپنی والدہ اور بہن بھائیوں کے ساتھ اپنے والد صاحب کے پاس فرانس آ گیا۔

ایم ٹی اے تعارف

فرانس آنے سے قبل ہی ہم کبھی کبھار ایم ٹی اے دیکھا کرتے تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ نہ جانے کون لوگ ہیں اور کن موضوعات کے بارہ میں باتیں کرتے رہتے ہیں۔ہم اس وقت ایم ٹی اے 1 دیکھا کرتے تھے اس کے اکثر پروگرام دیگر زبانوں میں ہی ہوتے تھے اور چونکہ محض چند منٹ کے لئے ہی ہم اس چینل پر رکتے تھے اس لئے اس پر کبھی عربی پروگرام سننے کا اتفاق نہ ہوا تھا۔اس چینل پر اکثر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو ہی دیکھتے تھے اس لئے ہمارا خیال تھا کہ شاید یہ کسی نئے دین کے پیروکاروں کا چینل ہے اور یہ شاید ان کا نبی ہے۔ فرانس آنے کے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد فرانس میں بھی یہ چینل آنے لگا اور اگر کبھی غلطی سے یہ چینل لگ جاتا تو ہم حسبِ عادت اس کو تبدیل کر دیتے۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے متعدد بار اس چینل کو چینلز کی لسٹ سے حذف بھی کیا لیکن نہ جانے کیسے یہ دوبارہ لسٹ میں آ جاتا تھا۔شاید خدا تعالیٰ مجھے اس کے ذریعہ ہدایت دینا چاہتا تھا۔

امام مہدیؑ سے ملاقات کی تمنا

جماعت سے تعارف سے قبل میں مذہب سے بہت دور تھا اس کی شاید یہ وجہ بھی تھی کہ والدین نے کبھی توجہ نہ دلائی تھی اور میں اپنی سوچ کے مطابق سمجھتا تھا کہ ابھی تو بچہ ہوں اور دینی امور کے اہتمام کا مرحلہ شاید ابھی کافی دور ہے۔ مجھے جب امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں تو میں نے دعا کی کہ یا الٰہی اگر میری زندگی میں امام مہدیؑ آ جائیں تو مجھے ان پر ایمان لانے اوران کے ساتھ مل کر غلبہ اسلام کے لئے دینی جہاد کرنے کی توفیق عطا فرمانا۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام

جب میری عمر 21 سال کی ہوئی تو میرے زندگی میں ایک انقلابی تبدیلی واقع ہوئی۔اس تبدیلی کا باعث مندرجہ ذیل رؤیا تھا۔

میں نے دیکھا کہ میں ایک جانی پہچانی جگہ سے کسی اور مقام پر منتقل ہونے کے لئے بس کا انتظار کر رہا ہوں، ایسے میں آسمان پھٹ پڑتا ہے اور اس میں سے ایک آدمی دو پستہ قامت اشخاص کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔اس آدمی کے چہرہ کے خدوخال واضح نہ تھے لیکن لوگوں نے اسے دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ یہ عیسیٰ مسیح ہے۔ کچھ دیر کے بعد عیسیٰ مسیح فرمانے لگے کہ اے لوگو! آخری وقت آ پہنچا ہے اور یوم قیامت شروع ہو گیا ہے۔ایسے میں شدید تند ہوائیں چلنی شروع ہوئیں جو لوگوں کی آسمان کے اس پھٹے ہوئے مقام کی طرف دھکیلے جا رہی تھیں جہاں سے عیسیٰ مسیح نازل ہوئے تھے۔ یہ ہوائیں مجھے بھی کھینچ کر اسی سمت میں لے جا رہی تھیں کہ اچانک میں ایک درخت سے چمٹ گیا اور اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔

جاگنے پر مجھے پتہ چلا کہ یہ کوئی عام ڈراونی خواب نہیں بلکہ کسی عظیم امر کی طرف اشارہ کرنے والا رؤیا ہے۔ بہرحال اس رؤیا کا مجھ پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ میں نے اس روز سے نماز پڑھنی شروع کر دی۔

بدزبان پادری کو جواب دینے کی خواہش

مذکورہ بالا رؤیا دیکھے ابھی چند روز ہوئے تھے کہ میں نے ایک روز ''حیاۃ'' نامی عیسائی چینل دیکھا جس پر پادری زکریا بطرس اسلام اور نبیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت غلیظ گالیاں دے رہا تھا۔ یہ سب دیکھ اور سن کر مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں اس کے ذکر کردہ اعتراضات کے شافی جوابات کی تلاش میں لگ گیا۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ سے صغرسنی میں شادی، قرآن میں ناسخ ومنسوخ آیات، رضاع الکبیر وغیرہ جیسے اعتراضات کے بارہ میں جب تحقیق کی تو نہایت شکست خوردہ ہو کر رہ گیا کیونکہ جن امور پر پادری نے اعتراض کیا تھا وہ ہماری کتب میں موجود تھے۔ میں نے احمد دیدات کی بعض ویڈیوز بھی دیکھیں لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ یہ اعتراض اپنی جگہ قائم تھے۔ اور کوئی ان کا جواب دینے والا نہ تھا۔

قتل مرتد کے مسئلہ کی تفہیم

پادری کے اعتراضات میں ایک قتلِ مرتد کا مسئلہ بھی تھا جو میری شدید پریشانی کا باعث ثابت ہوا۔ میں سوچتا تھا کہ اگر میرا بھائی مرتد ہو جائے تو کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ پھر ضرور اس رائے میں کوئی نقص یا ضعف ہے۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ قتل کرنے والے کافر تھے نہ کہ مومن۔ ہمیشہ مومن ہی اس ابتلا اور امتحان سے گزرے ہیں کہ انہیں قتل وخون کے سمندر پاٹنے پڑتے ہیں۔ جو قتل کرتا ہے اس کے پاس دلیل کے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہوتی بلکہ تکبر اور جھوٹی غیرت انہیں قتل پر اکساتی ہے۔ یہی حال فرعون کا تھا اور یہی حال کفار مکہ کا تھا جو تمام طاقتوں کے باوجود حق کی قوت اور حجت کے سامنے نہایت کمزور ثابت ہوئے اور اس کمزوری کو چھپانے کے لئے انہوں نے قتل وخون کا بازار گرم کیا۔

مایوسی الحاد تک لے گئی

وقت گزرتا گیا اور میری تلاش بھی جاری رہی۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی ایک مولوی یا عالم ایسا مل جائے جو دریدہ دہن پادری کے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دے۔ ایسے میں میں نے ایک دینی چینل ''اقرأ'' دیکھنا شروع کر دیا لیکن اس پر قصوں اور دینی معلومات پر مبنی مقابلہ جات کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اور ظاہر ہے کہ اسلامی چینلز پر اس طرح کے پروگرامز اس وقت بے معنی سے لگتے ہیں جب غیر مسلم چینلز پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جا رہی ہوں۔

میری حالت بہت خراب تھی۔ میں مایوسی کی بنا پر ملحدانہ خیالات کی زد میں آنے لگا تھا۔ گو میں نے نماز نہیں چھوڑی تھی لیکن وہ ٹکروں کے علاوہ کچھ نہ تھی۔

تسکینِ قلب

پھر ایک دن خدا کی مشیّت مجھے ایم ٹی اے کی طرف لے آئی جس پر ایک بزرگ شکل شخص مرحوم مصطفیٰ ثابت صاحب پادری کی ہرزہ سرائی کا نہایت شافی جواب دے رہے تھے۔ یہ جواب سن کر دل کو تسکین مل گئی۔ پھر میں نے اکثر ایم ٹی اے دیکھنا شروع کر دیا تا کہ اس کے عربی پروگراموں سے استفادہ کر سکوں۔ ایک روز میں نے پروگرام الحوار المباشر بھی دیکھا جہاں سے مجھے ایم ٹی اے العربیہ کا پتہ چلا۔ میں نے تلاش کیا تو یہ چینل بھی مجھے مل گیا۔ جب اس کے پروگرام دیکھے تو انہیں بہت مفید پایا۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ اسی خوشی کے عالم میں مَیں نے اپنے بھائی کے ساتھ جماعت کے بارہ میں بات شروع کی لیکن اس نے کوئی دلچسپی نہ لی، بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض کرنے لگا۔ اس کے برعکس مجھے امام مہدی کی صداقت کے پیش کردہ دلائل سے مکمل اتفاق تھا۔ اور باوجود اس کے کہ وفات مسیح کے مسئلہ کو میں نے گہرائی سے نہ دیکھا تھا پھر بھی مجھے یقین تھا کہ ایم ٹی اے العربیہ پر پروگرام پیش کرنے والے چہرے جھوٹوں کے نہیں ہیں۔ لہٰذا میرا دل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق اور بیعت کی طرف مائل ہونے لگا۔

استخارہ اور راہنمائی

میرے اہل خانہ نے جماعت کی طرف میرے میلان کے پیش نظر مجھے اس چینل کو نہ دیکھنے کا مشورہ دیا۔ شروع شروع میں تو بات صرف نصیحت کی حد تک ہی رہی لیکن بعد میں یہ نصیحت دباؤ میں بدل گئی اور مجھے اس چینل سے دور رہنے کا تاکیدی حکم ملنے لگا۔ میں نے یہ صورتحال دیکھ کر استخارہ کیا تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچوں خلفاء میرے گھر میں تشریف لائے ہیں اور میں ان کے درمیان میں بیٹھا ہوں۔ گو یہ رؤیا مختصر تھا لیکن میرے لئے اس میں واضح پیغام موجود تھا۔ جب میں نے اس کا ذکر اپنے اہل خانہ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک عام سی خواب ہے اور چونکہ تم اکثر اس جماعت کے بارہ میں سوچتے رہتے ہو اس لئے ایسی خواب دیکھی ہے۔ میں نے ان کی بات سن لی لیکن سوچنے لگا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ میں بُلاؤں تو زید کو اور میری آواز سن کر بکر آ جائے؟! جب یہ ممکن نہیں ہے تو پھر کیا یہ ہو سکتا ہے کہ میں خدا سے رہنمائی کے لئے دعا کروں اور اس کی رہنمائی کے نتیجے میں جو خواب دیکھوں وہ شیطان کی طرف سے ہو؟!

دوسرا استخارہ اور بیعت

بہر حال میں نے اپنی مزید تسلی اور گھر والوں پر حجت تمام کرنے کے لئے ایک بار پھر استخارہ کیا اور خواب میں دیکھا کہ میں کسی مسجد میں ہوں جہاں مکرم ہانی صاحب نماز باجماعت پڑھا رہے ہیں۔ نماز کے بعد میں نے ان سے پوچھا کہ میں وفات مسیح کیسے ثابت کر سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تمہیں قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ چنانچہ اس رؤیا کی بنا پر میں نے وفاتِ مسیح پر قرآنی دلائل کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ وہ سورج کی طرح روشن اور واضح ہیں۔ لہٰذا اس کے بعد میں نے کسی کی کوئی بات نہ سنی اور مارچ 2009ء میں بیعت کر لی۔

امام مہدیؑ کی زیارت

2009ء کے وسط میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی زیارت سے مشرف فرمایا۔ آپ کے چہرہ مبارک سے نور پھوٹ رہا تھا۔ پھر آپ نے میرے ساتھ ایسی فصیح وبلیغ عربی زبان میں بات کی جو اپنی مثال آپ تھی۔ یہ رؤیا میرے ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوا۔

روحانی ثمرات

بیعت کے بعد تو روحانی برکات کا نزول ہونے لگا۔ مجھے بکثرت ایسے رؤیائے صالحہ دکھائے گئے جو میری ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوئے۔

میری تبلیغ اور مسلسل گفتگو کی بنا پر میری والدہ صاحبہ اور میری بہن نے بیعت کر لی۔ نیز میری بھابھی نے بھی ایک رؤیا کی بنا پر بیعت کر لی۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خواب میں ایک نہایت روشن کمرے میں دیکھا۔ آپ ایک بیگ لائے جس میں میری بہن کے لئے نئے کپڑے اور جوتے تھے۔ نئے کپڑے اور نئے جوتے نئی زندگی کے سفر پر دلالت کرتے ہیں اور شادی کے بعد انسان کی زندگی کا ایک نیا سفر شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لے کر آئے تھے تو اس سفر کا تعلق احمدیت سے تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میری بہن کے لئے ایک احمدی کا رشتہ آیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کی شادی اس احمدی سے ہو گئی۔

جہاں تک میرے بھائی کا تعلق ہے تو وہ ابھی تک متردد ہے، حالانکہ ہماری روزمرہ کی گفتگو کی بنا پر اسے جماعت کے تمام عقائد کے بارہ میں اچھی طرح علم ہو چکا ہے اور وہ ان کے بارہ میں اقرار بھی کرتا ہے کہ یہ درست عقائد ہیں لیکن بیعت کرنے کی ہمت نہیں کر پا رہا۔

خلافت کے ساتھ عہد

آخر میں یہی کہتا ہوں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ: ''إِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْر''، اسی طرح آج ہم بھی یہی اعلان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ کئے گئے عہد بیعت کو نبھانے والے ہیں۔ ہم نے آپ کی بیعت دینی اور روحانی ترقیات کے حصول کے لئے کی ہے اور آپ کی بیعت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایمان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے کی ہے۔ ہم اس عہد کو ہمیشہ نبھاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو پھیلانے کے لئے آپ کی جملہ مہمات میں ہمیشہ آپ کی تائید ونصرت فرماتا رہے۔ آمین۔

''تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اُس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو...... تا آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ''
(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

’’عصر حاضر اور مذہبی مکالمہ کی ضرورت‘‘

مذاہب عالم کانفرنس میں اسلام کی نمائندگی کا اعزاز جماعت احمدیہ کو حاصل ہوا

قرآن کریم، اسلامی اصول کی فلاسفی، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطابات اور حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی کتاب کی وسیع پیمانہ پر تقسیم

(رپورٹ: انیس احمد ندیم۔ مبلغ انچارج وصدر جماعت جاپان)

جاپانی قوم کا مزاج عموماً غیر مذہبی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن کنفیوشس کی تعلیمات کا نفوذ، بدھ ازم کی قبولیت اور شنتو ازم کے فلسفہ کی پذیرائی جاپانی قوم کی مذہب میں دلچسپی کو ظاہر کرتی ہے۔ 31 دسمبر کی رات اور نئے سال کے استقبال کے موقع پر شنتو shrines میں دعا کے لئے جانے والے جاپانیوں کی تعداد دیکھی جائے تو ایسا محسوس ہوگا کہ گویا جاپانیوں سے زیادہ مذہب میں دلچسپی لینے والی اور کوئی قوم رُوئے زمین پر موجود نہیں۔ صدیوں پرانے تاریخی اور جدید طرز تعمیر پر مشتمل شنتو ازم اور بدھ مت کے ہزار ہا معابد بھی اس بات کا پتا دیتے ہیں کہ مذہب کے معاملہ میں یہ قوم ایک مخصوص مزاج کی حامل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 26/اگست 1905ء نماز ظہر سے قبل مسجد مبارک قادیان میں جاپان کے ذکر پر فرمایا کہ ’’جاپانیوں کو عمدہ مذہب کی تلاش ہے‘‘۔ یہ الفاظ جاپانی قوم کی مذہبی جستجو کا نہایت خوبصورت اور جامع نقشہ کھینچتے ہیں۔

جنگ عظیم دوم میں شکست کے بعد جاپانی معاشرہ میں جو تبدیلیاں رونما ہوئیں اس کے نتیجہ میں بین الاقوامی تعلقات اور دیگر مذاہب و معاشروں کو سمجھنے کی شعوری کوششیں شروع ہوئیں۔ 1950ء کی دہائی سے جاپان کے مختلف شہروں میں مذہبی ہم آہنگی کے بارہ میں بین الاقوامی مکالمہ کا آغاز ہوا۔ اس طرح کی اولین کاوش کے موقع پر ہی جاپان میں منعقد ہونے والی مذہبی کانفرنسوں اور جماعت احمدیہ کے مابین تعلق کی ابتدا ہوئی۔ 1952ء میں ایسی ہی ایک کانفرنس کے میزبان نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں اس کانفرنس کے لئے پیغام بھجوانے کے لئے عرض کی۔ حضور نے اس موقع پر یہ دعائیہ پیغام ارشاد فرمایا:۔

’’اے خدا ہمیں سیدھا رستہ دکھا۔ ایسا رستہ جس پر مختلف اقوام کے چنیدہ لوگ جنہوں نے تیری رضا مندی کو حاصل کرلیا تھا چلتے تھے۔ ہمارے ارادے پاکیزہ ہوں۔ ہماری نیتیں درست ہوں۔ ہمارے خیالات ہر بدی سے پاک ہوں۔ ہمارے عمل ہر قسم کی کجی سے منزہ ہوں۔ سچائی اور صداقت کے لئے ہم اپنی ساری خواہشات اور رغبتیں قربان کردیں۔ ایسا انصاف جس میں رحم ملا ہوا ہو ہمارے حصہ میں آئے اور ہم تیرے ہی فضل سے دنیا میں سچا امن قائم کرنے والے بن جائیں۔ جس طرح کہ تیرے برگزیدہ بندوں نے دنیا میں امن قائم کیا اور تو ہمیں ایسے کاموں سے محفوظ رکھ جن کی وجہ سے تیری ناراضگی حاصل ہوتی ہے اور تو ہمیں اس بات سے بچا کہ ہم جوش عمل سے اندھے ہو کر ان فرائض کو بھول جائیں جو تیری طرف سے عائد ہوتے ہیں اور ان طریقوں سے بے راہ ہوجائیں جو تیری طرف لے جاتے ہیں‘‘۔ (الفضل 9 جولائی 1952ء)

اسی طرح 1954ء میں جاپان کے شہر Shizuoka میں منعقد ہونے والی ایک مذہبی کانفرنس میں جماعت احمدیہ کو مدعو کیا گیا۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب مبلغ امریکہ کو اسلام کی نمائندگی کے لئے جاپان بھجوایا۔

اس حوالہ سے یہ بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ World Conference of Religions for Peace کا آغاز 1970ء میں جاپان کے تاریخی شہر کیوتو سے ہوا۔ اور اس کانفرنس کا افتتاحی خطبہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب نے ارشاد فرمایا۔ آپ نے قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں Fundamental of Peace کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ گزشتہ سال جماعت احمدیہ جاپان کو اس خطاب کا جاپانی ترجمہ بھی شائع کرنے کی توفیق ملی ہے۔

مؤرخہ 18 دسمبر 2013ء کو جاپان کے شہر Osaka میں ’’عصر حاضر اور مذہبی مکالمہ کی ضرورت‘‘ کے موضوع پر ایک عالمی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں بدھسٹ مذہب کے Nichiren فرقہ کے ایک پریسٹ Mr Kazuyoshi Abe صاحب نے بتایا کہ وہ اُس کانفرنس میں موجود تھے اور انہوں نے سر ظفراللہ خان صاحب کا خطاب سنا تھا۔ اس کتاب کا جاپانی ترجمہ پا کر وہ بہت خوش تھے اور انہوں نے بیان کیا کہ سر ظفراللہ خان صاحب کی شخصیت اور خوبصورت انداز بیان کی جھلک آج بھی ان کی یادوں میں محفوظ ہے۔

اس کانفرنس کے دو سیشن منعقد ہوئے۔ ایک سیشن میں ہر مذہبی نمائندہ نے ’’عصر حاضر اور مذہبی مکالمہ کی ضرورت‘‘ کے موضوع پر اپنے مقالہ جات پیش کئے اور دوسرے سیشن میں سوال وجواب ہوئے۔ خاکسار نے اپنی گذارشات میں قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ مبارک کی روشنی میں دوسرے مذاہب اور اس

کے پیشواؤں کے احترام کی تعلیم اور چند واقعات پیش کئے۔ اسی طرح یہ امر واضح کیا کہ موجودہ زمانہ اس بات کا متقاضی تھا کہ مذاہب عالم کو ایک نقطہ پر جمع کیا جائے اور تمام مذہبی پیشواؤں کی عزت وعظمت کی حفاظت کی جائے۔ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی تعلیم عطا فرمائی ہے اور آپ نے وفات سے قبل آخری نصیحت ’پیغام صلح‘ کے نام سے عطا فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ آج اسی مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور آپ بلاشبہ اس زمانہ میں مذاہب اور اقوام عالم کو امن کی طرف بلانے والے سب سے بڑے مذہبی راہنما ہیں۔ کیپٹل ہل میں حضور کا خطاب، سربراہان ممالک کو لکھے گئے خطوط، یورپین پارلیمنٹ، آسٹریلیا، جرمنی، نیوزی لینڈ اور جاپان کے ایوانوں میں امن ومحبت کا پرچار اور کروڑوں مسلمانوں کے مذہبی راہنما اور خلیفہ کی طرف سے تمام مذاہب اور اقوام کی طرف دوستی اور اخوت کا ہاتھ بڑھایا گیا ہے۔

دوسرے سیشن میں حاضرین کی طرف سے سوالات کئے جانے تھے اور اس سیشن میں سب سے زیادہ سوالات خاکسار سے کئے گئے اور اس ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلامی تعلیم کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کرنے کی توفیق ملی۔ Chugainippo اخبار کے نمائندہ نے کانفرنس کی رپورٹنگ کرتے ہوئے یہ بات خاص طور پر بیان کی کہ کانفرنس کے شاملین آج اسلام اور جہاد کے بارہ میں ایک بدلا ہوا ذہن لے کر واپس گئے ہیں۔ (فالحمدللہ علی ذالک)

اس موقع پر قرآن کریم اور دیگر کتب کی ایک نمائش بھی منعقد کی گئی۔ 200 سے زائد لوگوں نے قرآن کریم کا تعارف حاصل کیا۔ ان میں سے اکثر لوگوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں نے آج پہلی دفعہ قرآن کریم کی زیارت کی ہے۔ مذہبی نمائندگان کو قرآن کریم اور دیگر کتب کا ایک سیٹ بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ اسلامی اصول کی فلاسفی، حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطابات اور حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے 1970ء کی کانفرنس کے افتتاحی خطاب کی ایک ایک کاپی بھی حاضرین کو پیش کی گئی۔

کانفرنس کے اختتام پر میزبان بدھسٹ پریسٹ Mr.Takeda نے تمام شاملین اور مذہبی نمائندگان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ آج کی کانفرنس کے سینکڑوں شرکاء اسلام کے بارہ میں مثبت سوچ لے کر جائیں گے اور انہوں نے کہا کہ آج کی کانفرنس کا حاصل مطالعہ کہا جائے تو یہ اصول ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے کہ دوسرے مذاہب اوران کے مذہبی پیشواؤں کا احترام کیا جائے اور یہی بات دنیا میں امن کا باعث بن سکتی ہے۔

☆......☆......☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا تاکیدی ارشاد

’’آج ایک احمدی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق اور آپ کی شان اور عظمت کی بلندی کا اظہار یہ ہے کہ بے انتہا درود پڑھیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد۔ دنیا کا ہر احمدی آج کی فضا اور اس رمضان کو درود سے بھر دے کہ جہاں دشمنوں کے آپ کی شان پر حملے کا جواب یہی ہے اس سے بہتر اور کوئی جواب نہیں وہاں یہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیدا کرنے والی بھی چیز ہے۔‘‘

’’اس رمضان میں دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا بھی کریں اور اُمّت مسلمہ کے لئے بھی رحم مانگیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم کرتے ہوئے ان کو عقل دے۔ جہاں جہاں احمدیوں پر ظلم ہو رہے ہیں ان ظلموں سے بچنے کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو ان ظلموں سے بچائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس رمضان میں ہمیں حقیقی تقویٰ عطا کرے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور اس کی مدد اور فضل سے مخالفین دین اور دشمنان اسلام کو خائب وخاسر ہوتا دیکھنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ رمضان میں ہمارے اندر ایک حقیقی انقلاب پیدا کردے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جولائی 2014ء)

خطبہ جمعہ

6/جون کے خطبہ میں مَیں نے خلافت کی اطاعت اور خلافت سے وفا کے موضوع پر صرف جرمنی کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے خطبہ دیا تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ دنیا بھر کے احمدیوں نے ردّعمل دکھایا اور فوری طور پر خلافت کی کامل اطاعت اور مکمل وفا کا اظہار کیا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کی خوبصورتی ہے کہ جب توجہ دلاؤ تو فوری توجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اس اطاعت و وفا میں بڑھاتا رہے۔

جلسہ سالانہ جرمنی اور جرمنی میں مختلف مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاح کے مواقع پر غیر مسلموں اور دیگر مہمانوں کے تأثرات کا روح پرور تذکرہ

مختلف ممالک سے آنے والے افراد سے ملاقاتوں کے دوران مہمانوں کی طرف سے جماعت احمدیہ کے بارہ میں نیک تأثرات کا اظہار

جرمنی جلسہ کے تیسرے روز بیعت کی تقریب میں 19 قوموں کے 83 افراد بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔ نومبائعین کے ایمان افروز واقعات کا بیان

پریس اور میڈیا میں مساجد کے افتتاح کی اور جلسہ سالانہ کی وسیع پیمانے پر کوریج۔ اخبارات کے علاوہ ٹی وی اور ریڈیو سٹیشنز پر جماعتی خبروں کی تشہیر۔ ایک اندازے کے مطابق الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ 37 ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کا اظہار کرتی ہیں۔

ہمیں اپنی کمی اور خامیوں کی طرف بھی نظر رکھنی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ کس طرح ہم اپنی حالتوں اور اپنے کاموں کو بہتر کرسکتے ہیں۔ خاص طور پر عہدیداران اور ان میں سے بھی نیشنل عاملہ کے عہدیداران اور مرکزی کارکنان کو خاص طور پر اس جائزے کی ضرورت ہے۔

آج دنیا کی رہنمائی کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو دی ہے۔ پس اس کو سمجھیں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے تعلق کو اللہ تعالیٰ سے مضبوط کریں

نیشنل عہدیداروں کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں بلکہ خادم سمجھ کر جماعت کی خدمت کریں۔ جو بھی کامیابیاں جماعت کو مل رہی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے موصوف و منسوب کریں۔ عاجزی اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ سب عہدیداروں میں یہ روح پیدا ہوجائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر جذب کرنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20/جون 2014ء بمطابق 20 احسان 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ دو جمعے جرمنی کے سفر کی وجہ سے مَیں نے جرمنی میں پڑھائے۔ وہاں 6/جون کے خطبہ میں مَیں نے خلافت کی اطاعت اور خلافت سے وفا کے موضوع پر صرف جرمنی کے لئے ہی نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے خطبہ دیا تھا۔ گو بعض مثالیں جرمنی کے حالات کی وجہ سے وہاں کی دی تھیں۔ بہرحال مجھے خوشی ہے کہ دنیا بھر کے احمدیوں نے ردّعمل دکھایا اور فوری طور پر خلافت کی کامل اطاعت اور مکمل وفا کا اظہار کیا۔ اور خاص طور پر اس بات پر بھی بعض نے اظہار کیا کہ ہم میں سے بعض عہدیدار بعض ہدایات کی تاویلیں اور توجیہیں نکالنے لگ جاتے ہیں اور آئندہ سے انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قائم کردہ جماعت کی خوبصورتی ہے کہ جب توجہ دلاؤ تو فوری توجہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو اس اطاعت و وفا میں بڑھاتا رہے۔

جیسا کہ مَیں عموماً جلسہ کے بعد جلسہ کے بارے میں کچھ بیان کرتا ہوں تو اب مَیں اس سفر کے حوالے سے کچھ اَور باتیں کروں گا۔ جلسہ بھی ہوا۔ جلسہ پر ایک رونق تو افراد جماعت کی ان کے شامل ہونے سے ہوتی ہے۔ احمدی مرد عورتیں بچے ایک خاص جذبے کے تحت جلسہ میں شامل ہوتے ہیں یا شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اب ہمارے جلسوں کی ایک رونق غیر از جماعت اور غیر مسلم افراد سے بھی ہوتی ہے جو یہ دیکھنے اور سننے آتے ہیں کہ یہ جلسہ جس کی احمدیوں نے اتنی دھوم مچائی ہوئی ہے یہ ہوتا کیسا ہے؟ اور احمدیوں کے اس جلسے کے دوران کیسے عمل ہوتے ہیں اور یہ کیا کہتے ہیں؟ اور اگر اچھی باتیں کہتے ہیں تو کیا ان کے عمل ان باتوں سے مطابقت رکھتے ہیں یا نہیں؟ یا صرف دنیاداروں کی طرح ایک اکٹھ ہوتا ہے، ایک اجتماع ہوتا ہے، ہلّہ گُلّہ اور رونق ہوتی ہے۔ جب یہ دیکھتے ہیں کہ جلسے کا ماحول تو ایک عجیب ماحول ہوتا ہے جس کی دنیاوی میلوں اور جلسوں سے مثال نہیں دی جاسکتی تو پھر یہ جلسہ غیر مسلمانوں کے لئے، مہمانوں کے لئے اسلام کی خوبصورت تعلیم بتانے اور اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات دور کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح بعض غیر مسلم اور غیر احمدی جنہوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات لی ہوتی ہیں جلسے کے ماحول اور پروگراموں کو جب اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور کانوں سے سنتے ہیں تو ان میں سے بعض بیعت پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور بیعت کرکے جاتے ہیں یا اس حد تک متاثر ہوجاتے ہیں کہ کچھ عرصے بعد ان کے دل احمدیت کی طرف مکمل طور پر مائل ہوجاتے ہیں۔ گویا کہ یہ جلسہ جہاں اسلام کے بارے میں نیک اثرات پیدا کرنے والا ہوتا ہے وہاں تبلیغ کا بھی بہت بڑا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پس جرمنی کا جلسہ بھی یقیناً ان باتوں کا ذریعہ بنا۔ اس لئے مَیں پہلے جلسے میں آنے والے مہمانوں کے بعض تاثرات پیش کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح حیرت انگیز طور پر اپنی تائید و نصرت دکھا رہا ہے۔ کیونکہ دل تو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی مائل ہوسکتے ہیں اور پھر صرف جلسہ ہی نہیں بلکہ ہر جماعتی فنکشن جس میں مہمانوں کو بلایا جاتا ہے وہ فنکشن جماعتی تعارف کا بہت بڑا ذریعہ بنتا ہے اور ہر فنکشن ہی اسلام کی

خوبصورت تعلیم کو بتانے اور تبلیغ کے میدان کھولنے والا بن جاتا ہے۔

جرمنی کے دورے کے دوران مسجدوں کی بنیادیں رکھنے اور مسجدوں کے افتتاح کرنے کا بھی موقع ملا۔ اس سے بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم لوگوں پر واضح ہوئی جس پر انہوں نے اظہار بھی کیا کہ یہ اسلام ہماری نظروں کے سامنے پہلے کبھی نہیں لایا گیا۔ پھر اخباروں نے جو کوریج دی اس سے بھی کئی ملینز (millions) تک یہ پیغام پہنچا۔ بہر حال سب سے پہلے تو مَیں جلسے پر آنے والے غیروں کے تاثرات یہاں بیان کرتا ہوں۔ جرمنی کے جلسے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف ہمسایہ ممالک کے وفود بھی شامل ہوئے اور اچھی خاصی تعداد میں یہ وفد شامل ہوئے۔ جو افراد شامل تھے ان کی تعداد بھی کافی تھی۔ فرانس اور بیلجیم سے آنے والے نومبائعین اور زیر تبلیغ دوستوں کے علاوہ اسٹونیا، کروشیا، لتھوینیا، سلووینیا، رومانیہ، ہنگری، مونٹی نیگرو، بوسنیا اور رشین ممالک، کوسووو، البانیہ، بلغاریہ اور میسیڈونیا سے وفد آئے جن میں بچے بھی تھے، مرد و خواتین، زیر تبلیغ افراد اور غیر مسلم دوست شامل تھے۔

میسیڈونیا سے امسال جلسے پر 55 افراد کا وفد شامل ہوا۔ اس میں اٹھائیس عیسائی دوست تھے۔ دس غیر احمدی مسلمان اور سترہ احمدی تھے۔

اسی طرح بلغاریہ سے 82 اَفراد پر مشتمل وفد لمبا سفر کر کے آیا۔ ان وفود سے ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ جلسے کا روحانی ماحول بھی تھا جس سے کافی متاثر ہوئے اور ایک نمایاں تبدیلی تھی جس کا برملا سب نے اظہار کیا اور جماعت کے خدمت کے جذبے کو، مہمان نوازی کے جذبے کو بہت سراہا۔

جیسا کہ بتایا میسیڈونیا سے امسال پچپن افراد کا وفد قریباً دو ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے آیا تھا اور سواری بھی ان کی ایسی تھی کہ ان کو پینیتیس گھنٹے لگے۔ اس وفد میں اٹھائیس عیسائی دوست تھے۔ دس غیر احمدی مسلمان اور سترہ احمدی۔ اس دفعہ اس میں دو صحافی اور کیمرہ مین بھی شامل ہوئے جو پروگراموں کی ریکارڈنگ کرتے رہے اور انہوں نے کہا کہ ہم واپس جا کر اپنے ٹی وی پروگرام میں دکھائیں گے۔ اس وفد میں سے جلسہ کے آخری دن نو (9) افراد نے بیعت بھی کی۔

ایک مہمان Nikolcho Goshevski (نیکلچو گوشیوسکی) جو ایک سرکاری دفتر میں کام کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میرا یہ وِزٹ مذہب کو جاننے اور مذہب کے بارے میں غور و فکر کے اعتبار سے بہت اچھا ہے۔ جلسے کی تقاریب نے مجھ پر بہت اچھا اثر چھوڑا۔ پھر میرا کہا کہ ان کے خطابات نے میرے اسلام کے بارے میں خیالات کو تبدیل کر دیا۔ قبل ازیں مَیں اسلام کو ایک radical اور تشدد پسند مذہب کے طور پر دیکھتا تھا۔ اب میں نے اپنے پرانے خیالات کو تبدیل کر دیا ہے۔ اسلام تو امن کا مذہب ہے۔

اسی طرح ایک اور مہمان تھے۔ Dusko Vuksanov (دوشکوووکسانوو) کہتے ہیں کہ میل ملاقات اور اجتماعی عبادات کے اثر مجھے اس طرف لے جاتے ہیں کہ مَیں اسلامی تقاریب، روایات نیز اس مذہب کے بارے میں علم حاصل کروں۔ مجھ پر سب سے زیادہ امام جماعت کی تقریر کا اثر ہوا اور اگلے سال بھی اس جلسہ میں شامل ہونا چاہوں گا۔ ان کی ملاقات کا مجھ سے ذکر کرتے ہیں کہ ملاقات ہوئی انہوں نے ہمارے سوالوں کی اور ہر بات کی وضاحت کی جو ہم نے پوچھی اور اسلام کے بارے میں ہماری سوچ تبدیل ہوئی۔ اور یہ جوابات نہایت تفصیل سے تھے۔ سچائی تھی۔ ہمیں معلوم ہوا کہ مذہب اسلام کی تعلیم کتنی اچھی ہے جو سب قوموں سے محبت کی تعلیم دیتی ہے۔

پھر میسیڈونیا سے آنے والی ایک خاتون کہتی ہیں۔ میرا اسلام کے بارے میں اور اسلام کی تعلیمات کے بارے میں خیال تبدیل ہو گیا ہے اور امام جماعت احمدیہ کے خطابات نے اسلام کے بارے میں ہماری سوچوں کو تبدیل کر دیا ہے۔

پھر میسیڈونیا سے ہی ایک مہمان Marincho (مارنچو) صاحب کہتے ہیں کہ مَیں روح کی گہرائی تک خوش اور مطمئن ہوں اور خاص طور پر خلیفہ کی تقاریر کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں امن کی طرف بلایا، برداشت کی طرف بلایا، محبت کی طرف بلایا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہم ایک ایسے وقت میں زندگی گزار رہے ہیں جبکہ برداشت کا لیول اس وقت صفر ہے اور یہ وہ وقت ہے جب جنگیں ہو رہی ہیں اور ہلاکتیں ہو رہی ہیں۔

پھر ایک پروفیسر صاحب تھے Sashko (ساشکو) صاحب وہ کہتے ہیں کہ اس جلسے پر مَیں نے امام جماعت احمدیہ کے خطابات سے اسلام کے بارے میں اپنے علم میں مزید اضافہ کیا ہے۔ مَیں ان کا بہت شکر گزار ہوں۔ اور پھر ملاقات کا ذکر کیا کہ ملاقات میری کل ہوئی اور یہ بہت انوکھی ملاقات تھی۔ بہت دلچسپ تجربہ حاصل ہوا۔ انہوں نے ہمیں بہت وقت دیا۔ تفصیل سے ہمارے سوالات کے جواب دیئے اور احمدیت اور اسلام کے بارے میں ہمیں نئی چیزیں سننے کو ملیں اور ہمیں علم ہوا کہ احمدی جو کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔

میسیڈونیا سے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی فائنل ایئر کی ایک طالبہ کہتی ہیں۔ میرے لئے بہت متاثر کن تھا اور میں بہت حیران تھی۔ پھر جو امام جماعت احمدیہ سے میری ملاقات ہوئی میرے لئے ایک نئی قسم کا تجربہ تھا۔ اس ملاقات نے میری مدد کی کہ مَیں جماعت احمدیہ کو بہتر انداز میں سمجھ سکوں۔

پھر میسیڈونیا سے ہی ایک مہمان نے اسی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مجھے انہوں نے تجویز دی کہ تمام مذاہب کو محبت پر اکٹھا کیا جائے۔ اپنی تجویز کا ذکر کر رہے ہیں کہ ایسا پروگرام ہو تو پھر میرا جواب انہوں نے بتایا کہ ہم تو پہلے سے اس بارے میں کوشش کرتے ہیں اور پھر ان کو تفصیل سے جو گلڈ ہال میں پروگرام ہوا تھا اس کے بارے میں بتایا گیا۔ اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔

البانیا سے اکیس افراد پر مشتمل وفد آیا تھا جس میں دس غیر احمدی اور گیارہ احمدی تھے۔ اور ایک سابق فوجی جو فوج کے عہدے پر بڑا لمبا عرصہ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ایسا ڈسپلن مَیں نے دنیا میں کہیں نہیں دیکھا اور افراد جماعت میں رضاکارانہ خدمات کے جذبہ کا یوں پایا جانا بھی ایک خوش کن تجربہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی مہمانوں کو پانی پلا کر نہایت مسرت محسوس کر رہے تھے۔

پھر ایک البانین مہمان تھے جو بلدیہ کے نائب صدر بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں گزشتہ سال بھی آیا تھا۔ اس سال جو نمایاں طور پر ایک چیز نظر آئی وہ یہ تھی کہ جرمن نژاد احمدیوں کی غیر معمولی حاضری تھی۔ انہوں نے کہا اس جلسہ میں ہمیں نظر بھی آیا کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ دیگر مسلمان فرقوں میں صرف دعاوی اور لفّاظی ہی نظر آتی ہے جبکہ اسلام کا حقیقی عملی نمونہ صرف جماعت احمدیہ کا ہی طُرّہ امتیاز ہے۔

ہنگری سے آنے والے وفد کے تاثرات یہ تھے۔ ایک مہمان ٹیچر جو تاریخ کے ٹیچر تھے۔ یہودیت میں ماسٹر کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت محبت اور پیار اور رضاکارانہ خدمت کرنے میں بہت آگے ہے۔ اتفاق و اتحاد بہت واضح نظر آتا ہے۔ بیعت کی تقریب میں کہا کہ یہ نظارہ دل کو کھینچنے والا اور موہ لینے والا تھا۔ ایک ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اتحاد کا ایک دلفریب نقشہ ابھرتا ہے۔ نماز با جماعت پڑھتے دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ان کے لئے یہ ایک منفرد اور انوکھی بات تھی۔ بہت ہی پُراثر نظارہ تھا۔ موصوف نے کہا کہ جماعت کے افراد اپنے خلیفہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ یہ محبت بے لوث اور خالص محسوس ہوتی ہے کیونکہ اس میں کچھ بناوٹ تصنع یا تکلف نہیں لگا۔ بلکہ لگتا ہے جماعت کی اپنے خلیفہ سے محبت کسی فطری اور طبعی جذبہ سے ہے۔ اور یقیناً یہ صحیح بات ہے۔

پھر ہنگری کے وفد کے ایک مسٹر رابرٹ (Mr Robert) ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جلسے کے انتظامات سے بہت متاثر ہوا۔ اس سے بڑا مسلمانوں کا اجتماع پہلے مَیں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

رومانیہ سے جو وفد آیا تھا اس میں ایک سیرین دوست تھے حسین الحافظ صاحب جو بڑے لمبے عرصے سے رومانیہ میں رہتے ہیں۔ وہاں بزنس کرتے ہیں۔ کہتے ہیں جب جلسہ میں شامل ہوئے تو وہاں ہمارے جو ایک مبلغ ہیں ان سے کہنے لگے کہ خلیفۃ المسیح کو ہم دُور سے دیکھیں گے یا قریب سے بھی دیکھنے کا موقع ملے گا۔ جب انہوں نے بتایا کہ ملاقات بھی ہوگی تو اس پر ان کو یقین نہیں آیا۔ لیکن بہر حال ملاقات ہوئی اور اس بات پر بڑے خوش تھے۔ بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ مبلغ صاحب کہتے ہیں کہ جلسے کے پہلے دن سے انہوں نے کہنا شروع کر دیا کہ وہ خلیفہ سے محبت کرتے ہیں اور بار بار کہتے کہ سارے عالَم اسلام کا ایک خلیفۃ المسلمین ہو تو مسلمانوں کے مسائل حل ہو جائیں کیونکہ خلیفہ ہی ہے جو ہمیں سیدھا اور صحیح راستہ دکھا سکتا ہے۔ ملاقات کے دوران بھی انہوں نے اس بات کا اظہار کیا۔ پھر ہمارے مبلغ سے انہوں نے پوچھا کہ خلیفہ کا انتخاب کیسے ہوتا ہے؟ اس پر انہوں نے خلافت کے بارے میں بتایا کہ کس طرح خلافت راشدہ کا بھی انتخاب ہوا اور اب بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انتخاب کرنے والوں کو اپنے تصرف میں لے لیتا ہے اور وحی خفی کے ذریعہ سے اکٹھا کر دیتا ہے۔ وحی خفی اور تصرف الٰہی کا پہلو ان کی سمجھ میں نہیں آیا لیکن شام ہوئی تو کہتے ہیں میرا یہ مسئلہ حل ہو گیا۔ جب میں لجنہ سے خطاب کر کے نماز ظہر کے لئے واپس آیا ہوں تو اس وقت لوگ لائنوں میں کھڑے تھے تو یہ کہتے ہیں مَیں بھی وہاں کھڑا ہو گیا۔ جب میں ان کے پاس سے گزرا ہوں تو کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت پر میری نظر پڑی تو بے اختیار اور بلا ارادہ میرا ہاتھ سلام کے لئے فضا میں بلند ہو گیا۔ کہتے ہیں یہ بے اختیار فعل تھا۔ اس پر تصرف الٰہی اور وحی خفی کا عقدہ حل ہو گیا۔ یہ بھی کہا کہ عادتاً وہ عام طور پر ہاتھ بلند کر کے اور لہرا کر کسی کو سلام نہیں کرتے خواہ کوئی بڑا شخص ہی ہو۔ لیکن اب جو مجھ سے ہوا ہے یہ یقیناً تصرف الٰہی ہے اور ایسا کرنا میرے اختیار میں نہیں تھا۔ بہت حد تک قائل ہو چکے ہیں۔ مجھے بھی انہوں نے بتایا کہ مزید تھوڑا سا سوچ کر وہ جماعت میں انشاء اللہ شامل ہو جائیں گے۔

پھر یونیورسٹیوں سے آئے ہوئے لتھوینیا کے تین مہمان تھے۔ ایک طالبعلم نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ جلسہ ان مغربی مفکرین کے لئے بہت مفید ہے جو اسلام کے بارے میں کم معلومات یا منفی خیالات رکھتے ہیں کیونکہ یہ جلسہ ان کی محدود سوچ کو وسیع کر سکتا ہے۔ آپ لوگ بہت مثبت خیالات کے مالک ہیں۔ اور ہر وقت چہرے پر بشاشت اور مسکراہٹ رہتی ہے۔ اور جب مجھ سے ملے ہیں پھر بھی ان پر بڑا اچھا اثر تھا۔

پھر ایک طالبہ نے اس بات کا اظہار کیا کہ ہمیں اس چیز نے بہت متاثر کیا ہے کہ بہت پُرسکون تحمل اور برداشت والا ماحول ہے۔ آپ لوگوں کے اندر رہ کر اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھنے کا موقع ملا۔ اور انہوں نے کہا کہ نمازوں کے دوران بھی ایک عجیب نظارہ تھا۔ پھر اس بات پر وہ متاثر ہوئیں کہ ایک موقع پر جب میں نے مجمع کو کہا تھا کہ خاموش ہو جاؤ تو فوراً خاموش ہو گئے۔ یہ کیسی اطاعت ہے۔

پھر ایک طالبہ نے بیان کیا کہ مجھے مذاہب میں کافی دلچسپی ہے۔ میرے لئے یہ بات اہم ہے کہ آج کے دَور میں لوگ ایک دوسرے کے بارے میں کیسی رائے رکھتے ہیں۔ جلسہ میں شریک ہو کر اسلام کے بارے میں اور اسی طرح دوسرے لوگوں اور خاص طور پر اپنے آپ کو جاننے اور سمجھنے کا بھی موقع ملا۔

کروشیا سے جو وفد آیا تھا ان کے ایک صاحب اپنے علاقے میں شعبہ زراعت سے منسلک ہیں۔ سوشل ویلفیئر کے کمیونٹی لیڈر بھی ہیں اور باقی خواتین تھیں جو یونیورسٹی میں قانون اور پبلک ریلیشنز میں ماسٹرز کی ڈگری لے رہی ہیں۔تو کہتے ہیں کہ ملاقات کے دوران جواُن سٹوڈنٹس نے مجھ سے سوالات کئے تھے۔تقریباً آدھ گھنٹے سے زیادہ یہ سوال جواب ہوتے رہے۔اسلام کے بارے میں تعصب سوشل میڈیا کا رویہ، مذہب سے دُوری کا سبب، اسلام میں عورت کا مقام اور حقوق پر مبنی بہت سے سوالات ہوئے۔ طالبات نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ ان کی طرف سے اٹھائے گئے سوالات کا امام جماعت احمدیہ نے بہت اچھے انداز میں اور بڑی تفصیل سے جواب دیا اوران کی پوری تسلی ہوگئی۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ مَیں نے ان سے پوچھا بھی تھا کہ اگر مزید تسلی کروانی ہے؟ توانہوں نے کہا کہ نہیں۔کوئی ایسی بات اب نہیں رہی جس کی ہمیں تسلی نہیں ہے۔

یہ شعبہ زراعت سے جو دوست تعلق رکھتے ہیں انہوں نے کہا۔امام جماعت احمدیہ سے ملنا میرے لئے بڑا اعزاز ہے۔اس بات کا ہمیں ملاقات کے دوران اندازہ ہوا کہ جماعت میں خلیفہ کا مقام کیا ہے اور احمدیوں سے مل کر اور خلیفہ کی تقاریر سن کر اندازہ ہوا۔جب شروع میں آئے تو بڑا ڈر تھا لیکن وہ ڈر جلد ہی محبت اور عزت میں تبدیل ہوگیا اور ہمیں محسوس ہوا کہ ہم اسلام کو ایک اور طرح دیکھ رہے ہیں۔ ہمارا نظریہ بالکل بدل گیا۔

اوراسی طرح بہت سارے لوگوں کے تاثرات ہیں۔

ایک بلغاریہ سے آئے ہوئے مہمان نے کہا کہ پہلی دفعہ یہاں آیا ہوں۔ جب تک میں یہاں نہیں آیا تھا تو اَور کیفیت تھی اور جماعت کا مخالف تھا۔ جب سے میں یہاں آیا ہوں جلسے کا ماحول دیکھا ہے اور امام جماعت کے خطابات سنے ہیں تو میری کایا پلٹ گئی ہے۔

پھر بلغاریہ سے ایک دوست کہتے ہیں مَیں عیسائی ہوں اور پہلی دفعہ آیا ہوں، بہت متاثر ہوا ہوں۔ اسلام کا حقیقی اور حسین چہرہ یہاں دیکھا ہے۔اب دل چاہتا ہے کہ بلغاریہ میں اعلان کر دیا جائے کہ کثرت سے لوگ یہاں جلسے پر آئیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ اسلام کتنا پیارا مذہب ہے اور ہم کس طرح باہمی پیار و محبت اور رواداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ بلکہ وہ مجھے زور دے رہے تھے کہ اعلان کرو۔اس کو مَیں نے بتایا کہ آپ کے مفتی صاحبان جو ہیں وہ آپ کو وہاں پھر جینے نہیں دیں گے۔ بہرحال پھر انہوں نے کہا کہ جلسے پر ہمیں روحانی کھانا ملا ہے۔ہمیں بلغاریہ میں اس کھانے کی ضرورت ہے۔ وہاں ہمیں یہ کھانا کب ملے گا؟ انہوں نے یہ مجھ سے سوال کیا تھا۔ان کو میں نے یہی کہا کہ اپنی حکومت کو کہیں جب حکومت ہمیں مشن کھولنے کی اجازت دے گی، تبلیغ کی اجازت دے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ ہوگا۔تو دنیا بے چین ہے حق کو دیکھنے اور سننے اور پانے کے لئے لیکن شیطان بھی اپنا کام کر رہا ہے۔ دعاؤں کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ جلد ہی جہاں جہاں روکیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دور فرمائے اور ان لوگوں کی پیاس بھی بجھ سکے جو اسلام کا حقیقی پیغام سننا چاہتے ہیں۔

کوسووو سے آنے والے ایک دوست نے بتایا کہ مَیں پہلی دفعہ آیا ہوں اور حکومتی محکمے میں کام کرتا ہوں۔ مَیں نے کل بیعت کی ہے۔ مَیں کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کہ ایسا عظیم الشان جلسہ ہوسکتا ہے۔ اگر جرمنی کا ملک بھی یہ کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا۔صرف جماعت احمدیہ کی ہی یہ خوبی ہے کہ وہ ایسا عظیم الشان جلسہ کرسکتی ہے جس میں صرف امن، محبت، پیار اور رواداری ہو۔

بوسنیا کے وفد کی ایک ممبر خاتون نے مجھ سے ملاقات میں مجھے بتایا کہ میں نے بہت سے سوالات آپ سے پوچھنے تھے۔ لیکن آپ کا جو جلسے والا خطبہ جمعہ سنا تو اس میں سارے سوالات کے جواب دے دیئے گئے ہیں اور میرے تمام سوالوں کا جواب مل گیا ہے۔اب میرا کوئی سوال نہیں رہا۔ میں اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتی ہوں کہ خلافت کے تابع ہوں۔ انہوں نے بیعت بھی کی تھی۔ان کو میں نے بتایا بھی کہ یہ خطبہ تو پرانے احمدیوں کے لئے تربیت کے لئے تھا، تمہارے سوال کیا ملے۔ لیکن انہوں نے کافی نکات اس میں سے نکالے کہ جن کا صحیح فہم وادراک حاصل ہوا۔تو اللہ تعالیٰ اس طرح بھی لوگوں کے دلوں کو کھولتا ہے کہ کوئی بات کسی کے دل پر اثر کر جاتی ہے اور وہی اس کی اصلاح کا ذریعہ بن جاتی ہے، ہدایت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

جرمنی میں جرمنوں سے ایک علیحدہ خطاب بھی ہوتا ہے۔اس میں تقریباً دوسو جرمن اور دوسری قوموں کے لوگ تھے۔تقریباً کُل چارسو سے اوپر یا ساڑھے چار سو کے قریب تھے۔ اور ایک سیاستدان واگنر صاحب ہیں۔میرا کہتے ہیں کہ مَیں تین سالوں سے جلسے کے موقع پر ان کے خطابات سن رہا ہوں لیکن آج کے خطاب نے مجھے بہت متاثر کیا ہے کیونکہ بہت واضح خطاب تھا۔ٹُو دی پوائنٹ (to the point) تھا اور امن کے لئے بہت اچھی کوشش ہے اور مجھے سارے سوالوں کے جواب مل گئے۔تو غیروں کو بھی اس طرح اللہ تعالیٰ اطمینان کرواتا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک بڑی حیران کر دینے والی بات ہے کہ اتنا بڑا مجمع کتنے امن وسکون کے ساتھ رہ رہا ہے۔کوئی بھی کسی قسم کا مسئلہ کھڑا نہیں کر رہا۔ اگر اتنا بڑا مجمع جرمن لوگوں کا ہوتا تو کچھ لوگ ان میں ضرور ہوتے جو ماحول کو خراب کرتے۔

ایک مہمان کارل ہینز (Karl Heinz) صاحب نے میرا خطاب سننے کے بعد کہا کہ وہ باتیں کہی ہیں جو پوپ نے بھی کبھی نہیں کہہ سکنی تھی۔ میڈیا میں مسلمانوں کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ وہ سارے تشدد پسند ہوں اور ان کے خلاف اکسایا جاتا ہے اور عیسائیوں کو بطور معصوم پیش کیا جاتا ہے۔ آج مجھے اسلام کی حقیقی اور سچی تعلیم کا علم ہوا ہے۔ پھر کہتے ہیں ایک پُر امن ماحول ہے۔ بڑی تعجب کی بات ہے کہ اتنے زیادہ لوگ اتنے پیار سے اور مہذبانہ طریقے پر اکٹھے رہ رہے ہیں۔

ایک مہمان حسین صاحب تھے۔ وہ میری تقریر سننے کے بعد کہتے ہیں خطاب تو بڑا اچھا لگا۔ بہت سی باتوں پر یقین نہیں ہے لیکن پھر بھی مجھے خطاب اچھا لگا۔ جلسے کا ماحول حیرت انگیز تھا اور یہ کیونکہ مسلمان ہیں اس لئے انہیں خطاب بھی بہرحال اچھا لگا، باتیں بھی اچھی لگیں، جماعت کا اطاعت کا جذبہ بھی اچھا لگا لیکن کہتے ہیں مجھے پھر بھی اختلاف ہے۔

ایک مہمان ڈومینک (Dominik) صاحب کہتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کے خطاب سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوا۔جماعت کا پہلے سے کچھ تعارف تو تھا لیکن خلیفہ کی تقریر سننے کے بعد بہت سی نئی باتوں کا علم ہوا۔

پھر ایک مہمان کہتے ہیں آپ نے آج رواداری اور مساوات کی جو تعلیم پیش کی ہے یہ بہت ہی اعلیٰ تعلیم ہے۔ یہ جرمن قانون کے عین مطابق ہے۔ میرے ساتھ یونیورسٹی میں ایک احمدی پڑھتا ہے اور اس کے عمل سے نظر آتا ہے کہ احمدی مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق ہے۔

پس یہ عملی فرق ہے جو ہم نے ہر سطح پر ہر طبقے میں دکھانا ہے اور دکھانا چاہئے اور یہ بہت بڑا ذریعہ ہے تبلیغ کا۔اس لئے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے عملی نمونوں کی طرف لوگوں کی نظر ہے۔

ایک جرمن کہتے ہیں کہ یوں لگتا تھا کہ یہ خلیفہ کا خطاب میں نے لکھا ہے کیونکہ اس کا ہر لفظ میرے دل کی آواز تھی۔

مسجد کے سنگ بنیاد کے دوران ویزبادن شہر کی پارلیمنٹ کے ڈپٹی سپیکر نے لارڈ میئر کی نمائندگی میں اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے بہت ساری باتوں کے علاوہ یہ کہا کہ آپ کی جماعت شہر میں مختلف موقعوں پر اور پروگراموں میں بڑا فعال اور مثبت کردار ادا کر رہی ہے۔ آپ یہاں غیر قوموں کے لوگوں سے تعلق قائم کرنے میں سب سے آگے ہیں۔ آپ غیر مسلموں میں وہ خوف دور کرتے ہیں جو بعض دوسرے شدت پسند مسلمانوں کے رویہ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ آپ ہمیشہ امن کے قیام کی کوشش کرتے ہیں۔

صوبہ ہیسن (Hessen) کی صوبائی حکومت کی نمائندگی میں وزارت انٹیگریشن کے سیکرٹری آف سٹیٹ نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے ایک اعزاز کی بات ہے کہ اس طرح آج میں ایک تقریب میں شامل ہو رہا ہوں اور مسجد کی مبارکباد پیش کی۔

پھر بعض مہمان جو مسجدوں میں آئے ان کے تاثرات یہ ہیں۔ ایک قطعۂ زمین جو ہم نے مسجد کے لئے لیا وہ ایک بیوہ کی ملکیت تھی جس نے چالیس سال تک یہ پلاٹ اپنے پاس رکھا۔ بعد میں بڑھاپے کی وجہ سے شہر کی انتظامیہ کو فروخت کر دیا۔ یہ خاتون تقریب میں موجود تھی اور جب انہوں نے میرا خطاب سنا تو کہنے لگی کہ مجھے خوشی ہے کہ جس جگہ کی مَیں مالک تھی میرے بعد وہاں خدا کی عبادت کی جائے گی اور اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا گھر آباد ہوگا اور ہمیشہ قائم رہے گا اور خلیفۃ المسیح نے جو کچھ کہا ہے اس سے مجھے بہت اطمینان ہوا کہ واقعی جیسا کہا گیا ہے ویسا ہی ہے۔ بلکہ ایک بہت پرانے بوڑھے جرمن کا ایک تبصرہ مجھے یہ بھی ملا کہ مَیں نے تو مر جانا ہے اور مجھے فکر تھی کہ قوموں میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے ہیں۔ اگر جرمنی میں جرمنوں پر ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا بنے گا، اس پر کون لوگ قابض ہو جائیں گے۔ لیکن آج جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی باتیں سن کے مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ جرمنی پر اگر کوئی ایسی صورتحال ہوئی تو یقیناً جماعت احمدیہ کے ہاتھوں ہی جرمنی آئے گا اور بڑے محفوظ ہاتھوں میں ہوگا۔

ایک مہمان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ کی بات بہت دوستانہ، ذاتی اور براہ راست تھی۔ خلیفہ کا پیغام ہمیں پہنچ گیا ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہئے، نفرت نہیں۔ اسلام کو کچھ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے جو بالکل غلط ہے۔

لجنہ کی طرف مسجد کا جو پروگرام تھا وہاں ایک خاتون ٹیچر گئیں تو جب بچیاں میرے سے چاکلیٹ لے رہی تھیں تو بعض بچیاں رو کے اپنے لئے دعا کے لئے بھی کہتی تھیں تو کہتی ہیں کہ اتنی چھوٹی عمر سے کسی سے ایسی محبت مَیں نے کبھی نہیں دیکھی۔ میں آج بہت متاثر ہوئی ہوں۔

پھر مسٹر جوکم آرنلڈ (Mr Joachim Arnold) ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹر کمشنر آف کاؤنٹی نے اپنے ایڈریس میں بہت ساری باتوں میں سے یہ بھی کہا کہ پچیس سال سے اس بات پر گواہ ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت ہمیشہ رواداری کا پاس رکھتی ہے اور معاشرے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ آپ کی مسجد اس بات کی نشانی ہے کہ یہاں مذہبی رواداری ہے اور ایک دوسرے سے رواداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔

ایک مہمان نے کہا کہ مَیں نے خلیفۃ المسیح کی تقریر آدھی اردو میں اور آدھی جرمن میں سنی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ براہ راست خلیفۃ المسیح کی آواز سننا چاہتا تھا اور اردو زبان بھی سننا چاہتا تھا۔ اور پھر انہوں نے کہا کہ بڑی اچھی تقریر تھی اور مجھے بہت اچھا لگا۔ آپ نے اپنی جماعت کو حکم دیا کہ وہ ملک کی ترقی کے لئے کام کریں۔

تو لوگوں کے جماعت کو پرکھنے کے، سننے کے اپنے عجیب عجیب انداز ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی چلائی ہوئی ہوا ہے۔ کسی شخص یا عہدیدار کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس کی محنت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ محنت تو

پہلے بھی ہوتی تھی لیکن نتائج نہیں نکلتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ یہ نتائج نکلیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ ہوا بھی چلائی اور ان کے رویّے بالکل بدلتے چلے جا رہے ہیں۔

جرمنی کی ایک پارٹی کے ممبر ہیں مہمت ترن (Mehmet Turan) صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے خطاب سے تمام سیاستدان بیحد متاثر ہوئے اور اس کا اظہار ان کے چہروں سے بھی عیاں تھا۔ خلیفۃ المسیح کی یہ بات بڑی مؤثر اور پرحکمت ہے کہ آپ نے اپنی جماعت کے تمام ممبران کو ملک جرمنی کی ترقی میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

پھر ایک مہمان نے کہا کہ مجھے آج کی تقریب نے حیران کر دیا ہے۔ جرمن لوگوں کو چاہئے کہ آپ احمدی لوگوں سے کچھ سیکھیں۔ پس ہمیں، یورپ میں رہنے والوں کو بھی کسی کمپلیکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ آج دنیا کی رہنمائی کی باگ ڈور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو دی ہے۔ پس اس کو سمجھیں اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے تعلق کو اللہ تعالیٰ سے مضبوط کریں پھر انشاء اللہ تعالیٰ یہ انعامات بھی ضرور ملنے والے ہیں۔

مسجد مہدی میونخ کے افتتاح کے موقع پر مہمانوں کے تاثرات یہ ہیں۔ ایک جرنلسٹ نے میرے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ جو امن کا پیغام دیا ہے اس کا اظہار بھی ہو رہا تھا اور سارے ہال پر اس کا گہرا اثر تھا۔

ایک خاتون کہتی ہیں کہ خلیفۃ المسیح نے جب اپنے ایڈریس میں ڈاکٹر مہدی علی صاحب کی شہادت کا ذکر کیا تو میں برداشت نہ کر سکی اور رونے لگی۔ پھر خلیفۃ المسیح نے جب یہ کہا کہ اس شہادت کے باوجود ہماری خدمت کے جذبے میں کوئی کمی نہیں آئی اور ہم یہ خدمت جاری رکھیں گے تو اپنے جذبات پر قابو رکھنا میرے لئے بہت مشکل ہو گیا۔

ایک خاتون کہتی ہیں۔ مَیں بہت متاثر ہوئی خاص طور پر جو امن کے لئے حل پیش کیا گیا ہے، یعنی دنیا کے سب انسانوں کو چاہئے کہ مذہب و ملّت سے بالاتر ہو کر ایک دوسرے سے محبت کریں۔ نہ یہ کہ ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی بڑھتی جائے۔ یہ تقریب بڑی کامیاب رہی۔ پروگرام کے لئے صرف اپنی جماعت کے لوگوں کو نہیں بلایا۔ یا سیاستدان ہی نہیں بلائے بلکہ ہمسایوں کو بھی دعوت دی۔ یہ بھی بڑی اچھی بات تھی اور اس نے مجھے بڑا متاثر کیا۔

پس مسجدوں کے افتتاح کے موقع پر یہ پیغام جو احمدیوں کو دیا جاتا ہے کہ نئے رستے کھلیں گے۔ اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہر احمدی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں جب اس کے علاقے میں کسی مسجد کا افتتاح ہوتا ہے یا مسجد بنتی ہے۔

جرمنی میں جلسے کے تیسرے دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت بھی ہوئی تھی جس میں انیس (19) قوموں کے تراسی (83) لوگوں نے بیعت کی توفیق پائی جو وہاں موجود تھے۔ بعض بیعت کرنے والوں کے واقعات بیان کرتا ہوں۔

ایک البانین مہمان ایڑوین صاحب پہلے مسلمان تھے۔ انہوں نے بتایا کہ مَیں نے حدیثوں کی کتاب میں پڑھا تھا۔ جب امام مہدی علیہ السلام نازل ہوں گے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان کی بیعت میں شامل ہو۔ چنانچہ بیعت میں شامل ہو کر ان کی عجیب قلبی کیفیت تھی۔ کہتے ہیں دوسری بات جس نے مجھے متاثر کیا وہ ایک کثیر تعداد میں سعید الفطرت روحوں کا خوابوں کے ذریعہ سے خبر پا کر جماعت میں شامل ہونا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ واقعی الٰہی جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ خود دلوں کو اس جماعت کی طرف کھینچ رہا ہے۔

پھر ایک مہمان حیدر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک خواب کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ چند سال قبل جبکہ انہیں جماعت کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھیں ایک رات انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ دوست کے ہمراہ ہیں اور اس وقت انہیں اذان کی آواز سنائی دیتی ہے چنانچہ وہ اور ان کے ایک دوست نماز پڑھنے کے لئے ایک پہاڑ پر چڑھنے لگتے ہیں۔ غالبًا پہاڑ کی چوٹی پر نماز پڑھائی جانی ہے۔ جب وہ بلندی پر پہنچتے ہیں تو وہاں انہیں مختلف داڑھیوں والے افراد نظر آتے ہیں جو ایک دوسرے کو دھکا دے رہے ہیں اور مار پیٹ کر رہے ہیں۔ کہیں آگ لگی ہوئی ہے اور ایک عجیب خوفناک صورتحال ہے۔ اس پر حیدر صاحب اپنے دوست سے کہتے ہیں کہ یہاں سے نکلو ورنہ یہ لوگ ہمیں بھی مار دیں گے۔ چنانچہ وہ وہاں سے روانہ ہوتے ہیں اور تھوڑی ہی دور پر انہیں ایک سرسبز و شاداب وادی نظر آتی ہے جو چاروں طرف سے خوبصورت تناور درختوں سے گھری ہوئی ہے۔ اس وادی میں سفید لباس میں ملبوس نمازیوں کی ایک کثیر تعداد انتہائی نظم و ضبط کے ساتھ نماز کے لئے صف آراء ہے اور ان کے سامنے ایک شخص کھڑا ہے جو ان کی امامت کرا رہا ہے۔ میں اپنے دوست سے پوچھتا ہوں کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بتاتا ہے کہ یہ احمدی لوگ ہیں اور اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ اس وقت میں جماعت کے نام سے بھی واقف نہ تھا، نہ میرا کسی احمدی سے رابطہ تھا۔ یہی خواب میرے لئے قبول احمدیت کا موجب بنی۔

پھر مراکش کے ایک دوست عبدالقادر صاحب کہتے ہیں کہ چھ سال قبل احمدیت سے متعارف ہوا تھا لیکن چند ہفتے قبل احمدیت کی تلاش میں جماعت کے ایک نماز سینٹر پہنچا اور جماعت کا مزید تعارف حاصل کیا اور نمازوں اور جمعوں پر آنا شروع کیا۔ مجھے جلسہ سالانہ جرمنی کے لئے دعوت دی گئی۔ مَیں اس میں شامل ہوا جلسہ کا روحانی ماحول دیکھ کر اور خلیفہ وقت سے احباب جماعت کی محبت اور اطاعت دیکھ کر میرے دل میں ایک غیر معمولی تبدیلی آئی کہ یہ یقیناً سچوں کی جماعت ہے۔ اس پر مَیں نے جماعت میں داخل ہونے کا فیصلہ کر لیا اور بیعت کر لی۔

پھر سویڈن سے عراق کے ایک دوست ہیں۔ کہتے ہیں جلسے کا روحانی ماحول دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔ وہ کہتے ہیں یہی وہ حقیقی اور سچی جماعت ہے جس کی مجھے تلاش تھی اور یہی جماعت احمدیہ میرے سب سوالوں کا جواب ہے اور پھر جلسے پر انہوں نے بیعت کر لی۔

بیلجیم سے ایک غانین دوست عباس صاحب جلسے پر آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں خدا کو دیکھ رہا ہوں اور خدا تعالیٰ بھی رحمت کی نظر سے مجھے دیکھ رہا ہے۔ میں ایک تبلیغی میٹنگ میں گیا اور وہاں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھ کر مجھے یاد آیا کہ یہ تو وہی شخص ہیں جنہیں مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ مَیں پوری میٹنگ میں تصویر دیکھ کر روتا رہا اور اب جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کے لئے آیا ہوں اور میں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مَیں احمدیت کے ہر مخالف کو کہتا ہوں کہ اگر وہ جلسے کا ماحول دیکھ لیں اور ایک بار آکر جلسے میں شرکت کر لیں تو مَیں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ مخالفت چھوڑ دیں گے۔

پھر ایک مراکشی خاتون بیلجیم سے آئی ہیں۔ کہتی ہیں خواب دیکھا کہ امام مہدی آئے ہیں اور ایک چاند کی روشنی کی طرح انہوں نے کہا بشارت ہو، بشارت ہو۔ پھر بعد میں خلیفۃ المسیح الخامس کو دیکھا جنہوں نے انگریزی میں فرمایا Don't worry۔ مجھے کوئی علم نہ تھا کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی تو آپ علیہ السلام ہی تھے جو مجھے خواب میں امام مہدی کے طور پر نظر آئے تھے۔ پھر میں جلسہ سالانہ یوکے میں شامل ہوئی تو خلیفۃ المسیح کو دیکھ کر یقین نہیں آیا اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے کہ یہ وہی شخص تھا جس کو خواب میں مَیں نے دیکھا تھا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سچی اور حقیقی جماعت ہے۔ چنانچہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئی۔

پھر فرانس سے ایک دوست آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں میں عیسائی فیملی میں پیدا ہوا ہوں۔ میں کوئی مذہبی پریکٹس نہیں کرتا۔ جب اپنے ماں باپ کے کہنے پر چرچ میں گیا تو سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بت رکھا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ خدا کی عبادت کروں یا اس بت کی عبادت کروں۔ چنانچہ جس احمدی دوست سے رابطہ ہوا، انہوں نے مجھے جماعت کا تعارف کروایا اور معلومات مہیا کیں۔ اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کیلئے دی۔ جلسہ میں شامل ہوا۔ امام جماعت کا خطاب سنا اور میرے دل کی حالت بدل گئی اور مَیں جلسہ کے تیسرے دن بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گیا ہوں۔ یہ مقامی فرانسیسی ہیں۔

ہنگری سے آنے والے وفد کے انچارج صداقت صاحب کہتے ہیں کہ جرمنی میں ایک فیملی تھی۔ ان سے انٹرنیٹ پر رابطہ تھا۔ انہیں جلسے پر آنے کی دعوت دی تو اسلام کے بارے میں کیونکہ اچھا تاثر نہیں رکھتے تھے اس لئے انہوں نے پہلے تو انکار کیا۔ لیکن بہرحال پھر تسلی دلائی تو اس پر وہ آگئے اور تینوں دن جلسے میں شامل ہوئے اور میرا خطبہ جمعہ بھی انہوں نے سنا اور بہت غور سے سنا اور بڑے متاثر ہوئے۔ پھر نماز کے ماحول کو دیکھا۔ اس نے بھی انہیں بہت متاثر کیا کہ اس طرح کا ماحول انہوں نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔ اس کے بعد شام کو ان کی مجھ سے ملاقات تھی جس میں یہ بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ میں عیسائی پادریوں سے بھی ملتا رہتا ہوں لیکن ان کی باتوں کا کچھ بھی اثر نہیں کیونکہ میں ان کی باتیں ایک کان سے سنتا ہوں دوسرے سے نکال دیتا ہوں لیکن خلیفہ وقت کے الفاظ میرے دل میں اتر رہے تھے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسی روز رات انہوں نے اپنے بیٹے کو فون کر کے ساری تفصیل بتائی کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ نے انہیں وقت دیا اور بڑی شفقت اور پیار سے ہم سے باتیں کیں اور ہمیں پین وغیرہ دیا اور آخر میں ہاتھ پکڑ کر تصویر کھنچوائی۔

ہفتہ کے دن ان کی اہلیہ عورتوں کی جلسہ گاہ میں چلی گئیں۔ عورتوں کی جلسہ گاہ کے انتظامات دیکھ کر بہت متاثر ہوئیں۔ ظہر اور عصر کی نمازیں بھی احمدی خواتین کو دیکھ کر ان کی طرح ادا کرتی رہیں۔

پھر یہ کہتے ہیں ان کا مبلغین سے بھی رابطہ رہا۔ مختلف مبلغین کے ساتھ ان کی سٹنگز (sittings) بھی ہوئیں جس میں انہیں اسلام اور احمدیت کے بارے میں تفصیل سے بتایا گیا۔ موصوف نے بتایا کہ ہفتے اور اتوار کی درمیانی رات تقریباً دو بجے اپنے ہوٹل میں جہاں یہ رہائش پذیر تھے انہیں کمرے میں میری آواز آئی کہ جس طرح مَیں نماز پڑھا رہا ہوں۔ تو کہتے ہیں مَیں نے آواز سنی اور اٹھ کر بیٹھ گیا اور اٹھنے پر انہیں آواز سنائی دیتی رہی۔ کہتے ہیں مَیں نے اپنی بیوی کو اٹھایا اور اسے خواب کے بارے میں بتایا۔ اور کہاں تو یہ اسلام کے مخالف تھے لیکن پھر اس وجہ سے انہوں نے اتوار کی دوپہر کو جب بیعت ہوئی تو جلسے پر آکر انہوں نے بیعت کرنے کا اظہار کیا اور بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گئے۔

فرانس سے آئے ہوئے ایک عرب احمدی نے بتایا۔ یہ اپنا ایک پرانا خواب بتا رہے ہیں۔ کہتے ہیں خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے مَیں نے رؤیا میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔ ارْجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ۔ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ (الفجر: 28-31) پھر ایک نوجوان کو دیکھا جس کے بارے میں مجھے خواب میں کہا گیا کہ یہ تمہارا نیا

خلیفہ ہے۔ تو کہتے ہیں اس رؤیا کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات ہوگئی اور جب انتخاب خلافت ہوا تو مجھے یہ رؤیا یاد آ گیا اور جب میں نے تصویر دیکھی تو آپ ہی تھے۔

پھر سپین کے علاقہ مرسیا سے آئے ہوئے ایک مراکشی نو احمدی نے بتایا کہ ایک مراکشی احمدی الطیب الفرح کے ساتھ کام کیا کرتے تھے۔ ان کی اخلاقی اور دینی حالت سے بہت متاثر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ کئی مراکشی لوگ ان سے استہزاء کا سلوک کرتے ہیں۔ ایک روز کسی نے مجھے کہا کہ کیا تم بھی قادیانی ہو؟ مَیں نے کہا وہ کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ الطیب الفرح قادیانی ہے۔ میں نے جب طیب صاحب سے پوچھا کہ قادیانیت کیا چیز ہے۔ تو جماعتی عقائد کے بارے میں مجھے تفصیل سے انہوں نے بتایا اور پھر جب میں نے ایم ٹی اے دیکھا تو وہاں بھی بیٹھے ہوئے لوگوں کے چہروں سے نظر آ گیا کہ یہ جھوٹوں کے چہرے نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس بات پر مَیں نے تحقیق کی اور پھر بیعت کر لی۔

کہتے ہیں بیعت کے بعد مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں اور میری اہلیہ آپ کے گھر آئے ہیں۔ مجھے کہہ رہے ہیں کہ دروازہ کھٹکھٹانے پر آپ نے دروازہ کھولا اور اندر بٹھایا، ضیافت فرمائی۔ پھر ہم نے نمازیں ادا کیں۔ جب انہوں نے بیعت کی ہے تو اکیلے تھے۔ چار سال تک اکیلے تھے اور لوگ ان کو تمسخر کا نشانہ بنایا کرتے تھے لیکن جماعت نہیں تھی۔ پھر انہوں نے مجھے خط بھی لکھا اور جواب میں جب مَیں نے انہیں یہ لکھا کہ آپ دعا بھی کیا کریں کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ (الانبیاء: 90)۔ تو کہتے ہیں کہ یہ دعا کا معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پھر ایک سے دو، دو سے چار کر دیئے اور مزید احمدی بیعت میں شامل ہوئے۔ اب وہاں ایک فیملی شامل ہوئی ہے، گیارہ احمدیوں کی جماعت بن گئی ہے۔

پھر ایک اور دوست ہیں جو اٹلی میں ہیں، وہاں نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ بیعت کر لی تو لوگ ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ اس بات پر پریشان تھے۔ مَیں نے انہیں کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو نماز پڑھانے کے لئے چنا ہے۔ پہلے تو آپ ایسے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے جو مومن نہیں تھے۔ بہرحال ایک خوبصورت ماحول میں اچھی باتیں وہاں ہوتی رہیں۔ ہر ایک اچھا اثر لے کے گیا۔

پریس اور میڈیا نے بھی مساجد کے افتتاح کی، جلسہ سالانہ کی کافی کوریج دی ہے۔ اس کے مطابق ساٹھ سے زائد رپورٹس اور خبریں مختلف چینلوں میں آئی ہیں۔ اخبارات کے علاوہ چار ٹی وی چینلز، چار ریڈیو سٹیشن بھی اس میں شامل ہیں۔ اور جماعت کا ایک اندازہ ہے کہ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ مجموعی طور پر سینتیس ملین (37 million) افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ پس یہ باتیں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید کا اظہار کرتی ہیں۔ یہ باتیں تو ہوگئیں جو جلسہ اور مساجد کے افتتاح یا سنگ بنیاد کی تقریبات کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہمیں دکھاتی ہیں۔

اب مَیں بعض باتیں وہ بھی کرنا چاہتا ہوں جو ہمیں اپنے جائزوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہیں۔ جہاں ہمیں اس بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے اور ہوتے ہیں کہ وہ کس کس طرح اپنی تائیدات اور نصرت کے نظارے دکھاتا ہے وہاں ہمیں اس بات کی بھی فکر ہونی چاہئے کہ کہیں ہم میں سے کسی ایک کی بھی کوئی ایسی حرکت یا ہماری شامت اعمال اسے ان فضلوں کا حصہ بننے سے محروم نہ کر دے۔ دوسروں کو تو عموماً خوبیاں نظر آتی ہیں لیکن ہمیں اپنی کمی اور خامیوں کی طرف بھی نظر رکھنی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ کس طرح ہم اپنی حالتوں اور اپنے کاموں کو بہتر کر سکتے ہیں۔ خاص طور پر عہدیداران اور ان میں سے بھی خاص طور پر نیشنل عاملہ کے عہدیداران اور مرکزی کارکنان کو اس جائزے کی ضرورت ہے۔

وہاں بعض باتیں ایسی توجہ طلب تھیں یا خامیاں اور کمزوریاں تھیں (کہ جن کی طرف مَیں نے جب توجہ دلائی) تو اس کے بعد جرمنی کے امیر صاحب نے مجھے یہ لکھ دیا کہ ہم میں جو کمزوریاں رہ گئی ہیں اس کے لئے معذرت اور معافی۔ لیکن یہ لکھ دینا کافی نہیں جب تک سارا سال ان باتوں کے جائزے نہ لیں اور عملی طور پر اس کی درستی کے سامان نہیں کرتے، اس معذرت کا کوئی فائدہ نہیں۔ معذرتیں اور معافیاں تو کوئی فائدہ نہیں دے سکتیں۔ اصل چیز اصلاح ہے اور عملی کوشش ہے۔

ایک جرنلسٹ خاتون جو وہاں غالباً میسیڈونیا سے آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ آپ جلسے کے تمام انتظامات سے مطمئن ہیں؟ اس کی کیا نیت تھی، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ بھی ہو کہ بعض کمیوں کی طرف نشاندہی کرنا چاہتی ہو۔ اگر مَیں کہوں کہ سو فیصد مطمئن ہوں تو اگلا سوال پوچھ سکتی تھی۔ مَیں نے ان کو یہی جواب دیا کہ ترقی کرنے والی قومیں خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہوتی ہیں۔ چند لوگوں کی تعریفیں سن کر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا اور بہت اعلیٰ کام ہو گیا اور ظاہری کمیاں جو ہیں ان کو ہم بھول جائیں۔ یہ تو کبھی نظر انداز نہ ہو سکتی ہیں، نہ ہونی چاہئیں۔ تو بہرحال اس پر وہ خاموش ہو گئی۔ اب ساؤنڈ سسٹم کا ہی مسئلہ ہے۔ دو تین دفعہ ایسے وقت میں خرابی ہوئی جب میرے پروگرام تھے۔ بہرحال اس پر جب میں نے بتایا کہ تم نے بھی ساؤنڈ سسٹم کا پروگرام دیکھا، اس میں خرابی ہوئی۔ تو اس نے سوال تو آگے نہیں کیا۔ وہ چپ ہوگئی۔ شاید اس لئے بھی چپ ہوگئی کہ خود ہی اپنی غلطیوں کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ بیشک یہ ٹھیک ہے کہ کسی کام میں سو فیصد perfection نہیں آ سکتی لیکن بہتر سے بہتر کرنے کی کوشش ضرور ہونی چاہئے اور ساؤنڈ سسٹم میں جو گڑبڑ ہوئی ہے وہ تو خالصتاً لاپرواہی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ جبکہ مَیں ایک دن پہلے کارکنوں کو مخاطب کر کے یہ کہہ چکا تھا کہ اگر آپ کے کام میں کوئی خرابی پیدا ہوگی تو لاپرواہی سے پیدا ہوگی ویسے تو ماشاء اللہ سب trained ہیں۔ اس لئے چھوٹے سے چھوٹے کام کو بھی معمولی نہ سمجھیں۔ لیکن شاید افسروں نے یہ سمجھ لیا کہ یہ ہدایت کارکنوں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں اور اسی وجہ سے یہ سب خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اور اب تحقیق کے بعد جو باتیں سامنے آ رہی ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو بے احتیاطیاں کی گئیں وہ لاپرواہی کی وجہ سے تھیں اور کسی بڑے حادثے کی وجہ بھی بن سکتی تھیں۔ بجلی کے پوائنٹس کو بغیر کسی نگرانی کے چھوڑا ہوا تھا جس کی وجہ سے کسی نے آ کر لاؤڈ سپیکر کا پلگ نکال دیا جس کی وجہ سے آواز بند ہوگئی۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پھر جلسہ کی انتظامیہ کو اپنے لوڈ (load) کا بھی پتا ہونا چاہئے کہ بجلی کا کتنا لوڈ ہمارے پاس ہے اور کوئی زائد چیز ہم لگا بھی سکتے ہیں کہ نہیں۔ اب وہاں چائے بنانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ اسی پلگ (Plug) میں ساؤنڈ سسٹم ہے، اسی پلگ میں چائے کا نظام رکھا ہوا ہے جس کی وجہ سے ایک فیوز (fuse) اڑ گیا۔ ایک وقت میں اس لئے آواز بند ہوگئی۔ تو مَیں بار بار احتیاط کے لئے کہتا ہوں اور سکیورٹی کی طرف توجہ دلاتا ہوں اور سب سے بڑا سکیورٹی پوائنٹ یہ فیوز باکس اور پلگ کنکشن (plug connection) وغیرہ ہوتے ہیں۔ یوکے کا بھی جلسہ ہو رہا ہے۔ ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایک تو مکمل سکیورٹی چوبیس گھنٹے ایسی جگہوں پر ہونی چاہئے جہاں کہیں بھی مین مارکی کے اندر بجلی کے پوائنٹس ہوں۔ اور چائے وائے بنانی ہے تو دوسری جگہوں پر بنا کر کارکنوں کے لئے لایا کریں۔

امیر صاحب جرمنی ایک یہ جواب دیتے ہیں کہ اگلے سال ہم اس کمپنی کو بدل دیں گے جن سے یہ ساؤنڈ سسٹم لیا تھا، ان کی negligence ہے۔ یہ تو بالکل بچگانہ باتیں ہیں۔ اگر بدل کر پھر بے احتیاطی کرنی ہے، تو پھر یہی نتیجے نکلیں گے۔ جب تک ہر معاملے میں مکمل اطاعت کی عادت نہیں ڈالتے، بات سن کر اس پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتے اس وقت تک یہی کچھ ہوتا رہے گا۔ یہ غلطیاں اور چھوٹی چھوٹی خامیاں سامنے آتی رہیں گی۔

اب بیعت کے وقت میں بھی آواز بند ہوگئی۔ اس کے بھی کئی بہانے ہیں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ میں نے بیعت کے الفاظ دوبارہ دہرا دیئے۔ دنیا سے فوراً شکریہ کی فیکسیں آنی شروع ہوگئی تھیں کہ آپ نے الفاظ دہرا دیئے، بڑا اچھا کیا۔ ورنہ ہمیں تو آواز نہیں پہنچی تھی اور ہم بیعت کے الفاظ سے محروم رہ گئے تھے اور خاص طور پر پاکستان والے کہتے ہیں کہ جب بیعتیں ہوتی ہیں تو عموماً انگریزی میں الفاظ دہرائے جاتے ہیں۔ اردو کی بیعت بہت کم ہوتی ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اردو میں بیعت ہو تو ان کی طرف سے بہت زیادہ اس بات کا اظہار ہوا۔ تو اس طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔

اسی طرح انتظامیہ جرمنی جو ہے ان کو کھانے کے معاملے میں پچھلی دفعہ بھی مَیں نے توجہ دلائی تھی۔ اب مجھے پتا چلا ہے کہ وہاں روٹی جو استعمال کی گئی ہے اس میں بعض دفعہ بعض ایسے پیکٹ تھے جن کی تاریخ ایکسپائر (expire) ہوئی ہوئی تھی۔ اس بارے میں بھی ان کو تحقیق کر کے رپورٹ دینی چاہئے۔ اور ان تمام کمیوں اور خامیوں کو یہ جو سامنے آ گئیں یا مزید کارکنوں سے پوچھ کے جو بھی ہیں، جیسا کہ میں نے کہا ہوا ہے ایک لال کتاب بنانی چاہئے۔ اس ریڈ بُک (Red Book) میں سب خامیاں اور کمیاں سارا کچھ لکھا جانا چاہئے اور پھر ان کو دیکھ کر آئندہ سال کے لئے بہتری کے سامان بھی کرنے چاہئیں، پڑھنا بھی چاہئے، صرف یہ نہیں کہ لکھ لیا۔ اس پر غور سارا سال ہونا چاہئے کہ کس طرح ہم اس کو بہتر سے بہتر کر سکتے ہیں۔ بہرحال عملی طور پر بہتری کریں تبھی اس کا مداوا ہو سکتا ہے، صرف باتوں میں نہیں۔ اور اگر توجہ ہو تو سب کچھ ہو سکتا ہے۔ کینیڈا کی جماعت میں بھی ایک سال اسی طرح ہوا تھا۔ اُن کو میں نے توجہ دلائی اور انہوں نے توجہ کی۔ عملی اقدام اٹھائے۔ اب وہاں کے لوگ لکھتے ہیں کہ بہت بہتر انتظام ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے بات کو سنا اور اس پر عمل کیا یا عمل کرنے کی پوری کوشش کی۔

جرمنی والے بھی اس اصول پر چلیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ بہتری ہوگی۔ عام کارکن اور افراد جماعت تو بے چین ہو ہو کر لکھتے ہیں اور اب بھی شاید لکھیں گے لیکن نیشنل عہدیداروں کو اپنے خولوں سے باہر آنے کی ضرورت ہے۔ وہ باہر نکلیں اور اپنے آپ کو افسر نہ سمجھیں بلکہ خادم سمجھ کر جماعت کی خدمت کریں۔ اپنے اندر یہ سوچ پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے اور جو بھی کامیابیاں جماعت کو مل رہی ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے موصوف و منسوب کریں۔ عاجزی اور انکساری اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ سب عہدیداروں میں یہ روح پیدا ہو جائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو پہلے سے بڑھ کر جذب کرنے والے ہوں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

درس الحدیث

رمضان اور عشق الٰہی

قَالَ اللّٰهُ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ، فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِي بِهِ،وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، وَ اِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، وَإِنْ سَابَّهُ اَحَدٌ أَوْقَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَاإِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ۔

(بخاری کتاب الصوم باب هَلْ يَقُوْلُ اِنِّي صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ، حدیث:1904)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اُس کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوتا ہوں اور روزے ایک ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کے روزہ کا دِن ہو تو وہ کوئی فحش بات نہ کرے اور نہ شوروغل کرے۔ اور اگر کوئی اُس کو گالی دے یا اُس سے لڑے تو چاہیے کہ وہ یہ کہہ دے: میں روزہ دار شخص ہوں۔ اور اُس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری (محمدؐ) کی جان ہے! یقیناً روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بوئے مشک سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوتا ہے۔ پہلی خوشی اُس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ افطار کرتا ہے اور دوسری جب وہ اپنے ربّ سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

اس حدیث کی تشریح میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اِن دنوں ...... اللہ تعالیٰ کا بابرکت مہینہ رمضان تمہیں ملا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ...... کہ ہر چیز کی ایک جزا مقرر ہے۔ نمازوں کی بھی جزا مقرر ہے، زکوٰۃ کی جزا مقرر ہے، حج کی بھی جزا مقرر ہے مگر روزے کی کوئی اور چیز جزا نہیں، روزے کی جزا میں خود ہوں۔ پس اگر کوئی شخص سچے دل سے روزہ رکھتا ہے تو یقیناً اُسے خدا مل جاتا ہے اور اگر کسی کو خدا نہیں ملتا تو معلوم ہوا اُس کے روزوں میں کسی قِسم کا نقص رہ گیا ہے ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ تم سچا روزہ رکھو اور تمہیں خدا نہ ملے۔ حقیقی روزہ صرف یہی نہیں کہ تم دن بھر کھاؤ پیئو نہیں۔ بلکہ روزہ یہ ہے کہ تم اپنی زبان، اپنی آنکھیں، اپنے کان، اپنے ہاتھ اور اپنے پاؤں سب کو اپنے قبضہ میں رکھو۔ نہ جھوٹ بولو، نہ جھوٹی باتیں سنو، نہ غیبت کرو، نہ غیبت کی باتیں سنو، نہ لڑائی کرو، نہ فساد کی جگہ میں بیٹھو، نہ عیب کرو، نہ عیب کی جستجو کرو۔ غرض پوری طرح اپنی زبانوں، کانوں، ناکوں، ہاتھوں اور پاؤں کو قابو میں رکھو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور اُس سے ایسی محبت کرو کہ دنیا میں تم نے کسی سے ایسی محبت نہ کی ہو۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ غیر عاشق کو نہیں ملا کرتا بلکہ اُسے ہی ملتا ہے جو اُس کے عشق میں گداز ہو۔ بے شک وہ بادشاہ ہے اور انسان ادنیٰ خادم لیکن محبتِ صادق اعلیٰ اور ادنیٰ کے امتیاز کو مٹا دیتی ہے۔ میں نے اپنے ایک شعر میں اِس مضمون کو بیان کیا ہے جو یہ ہے:

طریق عشق میں اے دل سیادت کیا غلامی کیا
محبت خادم و آقا کو اک حلقہ میں لائی ہے

پس جہاں محبت آ جاتی ہے وہاں بڑے اور چھوٹے کا کوئی سوال نہیں رہتا۔ یہ سوال وہیں اُٹھتا ہے جہاں محبت نہ ہو۔ مگر جہاں عشق ہو وہاں سب امتیازات مٹ جاتے ہیں۔ ...... جب انسان اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا اور اُس کے عشق میں اپنے آپ کو کھو دیتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اُس کے لئے خالق ومخلوق کا فرق اُڑا دیتا اور اُس سے آ کر مل جاتا ہے۔ پس محبت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ محبت یہ نہیں کہ تم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگ جاؤ۔ بلکہ محبت یہ ہے کہ تمہاری نماز عشق کی نماز ہو۔ تمہارا قرآن مجید کی تلاوت کرنا عشق کی تلاوت کرنا ہو اور تمہارا بھوکا رہنا عشق میں بھوکا رہنا ہو۔ تم میں سے بیسیوں نہیں سینکڑوں ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ملا اور انہیں رؤیا اور کشوف اور الہامات ہوئے۔ یہ مقام انہیں اسی لئے حاصل ہوا کہ وہ عشق سے لبریز دل لے کر خدا کے حضور گئے اور خدا تعالیٰ اُنہیں مل گیا۔ لیکن دوسرے فلسفیانہ رنگ میں جاتے اور ناکام واپس آتے ہیں۔ ...... پس خدا تعالیٰ کے سامنے بھی جو فلسفیانہ رنگ میں جائے گا اُس کے لئے امتیازِ مراتب قائم رہے گا لیکن جو عشق کے رنگ میں رنگین ہو کر جائے گا اُسے خدا تعالیٰ خالق و مالک ہونے کے باوجود مل جائے گا۔

مثنوی رومی والے لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک بدوی کو دیکھا۔ وہ جنگل میں اپنی گدڑی اوڑھے بیٹھا جوئیں مارتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن اُس کی آنکھیں عشق سے چمک رہی ہیں اور وہ کہہ رہا ہے اے میرے ربّ! اگر تو مجھے مل جائے تو میں سارا دن تیری جوئیں نکالتا رہوں۔ تیرے پاؤں میں کانٹے چبھ جائیں تو کانٹے نکال دیا کروں، میل چڑھ جائے تو تجھے نہلا دیا کروں، بکری کا تازہ تازہ دودھ پلایا کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ باتیں سنیں تو آپ کو غصہ آیا اور آپ نے سوٹا اُٹھا کر اُسے مارا اور کہا یہ کیا نامعقول باتیں کر رہا ہے۔ بھلا خدا کو اِن باتوں سے کیا نسبت ہے۔ وہ افسردہ ہو کر اور چوٹ کی جگہ کو مَل مَلا کر ایک طرف بیٹھ رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھوڑی دُور ہی آگے گئے تھے کہ اُنہیں الہام ہوا اے موسیٰ! ...... ہمارے ایک عاشق کا تونے دل دُکھا دیا۔ وہ تو جوشِ محبت میں پاگل ہو کر باتیں کر رہا تھا۔ اُس کی یہ نیت تو نہ تھی کہ وہ مجھ سے دُور ہو جائے بلکہ وہ تو میرے قریب آنا چاہتا تھا۔ پس عشق کا رنگ بالکل نرالا ہوتا ہے۔ عشق بعض دفعہ یہاں تک انسان کے رگ وریشہ میں اثر کر جاتا ہے کہ کمزور دماغ والے پاگل ہو جاتے ہیں۔ مگر جو خدا تعالیٰ کی محبت میں پاگل ہوں خدا تعالیٰ اُن کی بھی لوگوں سے عزت کراتا ہے۔ اور لوگ انہیں یہ نہیں کہتے کہ یہ پاگل ہیں بلکہ کہتے ہیں یہ مجذوب ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے عشق کی یہاں تک قدر کی جاتی ہے کہ اُس کی محبت میں پاگل ہو کر بھی لوگ پاگل نہیں کہلاتے بلکہ مجذوب کہلاتے ہیں۔ پس محبتِ الٰہی سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرو۔ رمضان میں خدا تعالیٰ اِس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ وہ فرماتا ہے اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَالْيُؤْمِنُوْابِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔ (البقرة:187) میرے بندے میرے متعلق سوال کریں اور پوچھیں کہ خدا کہاں ہے جیسے عاشق پوچھتا پھرتا ہے کہ میرا محبوب کہاں ہے تو انہیں کہہ دو کہ میں بالکل پاس ہوں۔''

(خطبہ جمعہ 6 دسمبر 1935ء از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 783-785)

روزہ کے مسائل

(رانا غلام مصطفیٰ منصور۔ مربی سلسلہ)

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان احادیث میں یوں ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے فجر ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہ کی اس کا روزہ درست نہ ہوگا۔ (ترمذی ابواب الصوم باب لاصیام لمن لم یعزم من اللیل)، (ابو داؤد کتاب الصیام باب النیة فی الصوم)

نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ البتہ درج ذیل دعا پڑھی جاسکتی ہے۔

روزہ رکھنے کی دعا

وَ بِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

ترجمہ: میں نے کل کے ماہِ رمضان کے روزے کی نیت کی۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ روزہ رکھنے کی دعا کسی حدیثِ مبارکہ میں منقول نہیں۔ اصل نیت فرض ہے جو دل کے ارادے کا نام ہے۔ نیت کا مطلب کسی چیز کا پختہ ارادہ کرنا ہے اور اصطلاح شرع میں نیت کا مطلب ہے کسی کام کے کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور قرب حاصل کرنے کا ارادہ کرنا۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ جیسی عبادات میں نیت فرض ہے لیکن الفاظ فرض نہیں۔ البتہ آج کل ذہن منتشر ہوتے ہیں، لہٰذا ایک تو زبان سے کہہ لینے سے دل کا ارادہ وقصد ظاہر ہو جائے گا، دوسرا زبان سے بولا جانے والا ہر لفظ نیکیوں میں لکھا جائے گا کیونکہ رضائے الٰہی کی خاطر کیا جانے والا کام جو فی نفسہٖ خلافِ شریعت نہ ہو، تو اسلام اس کو قبول کرتا ہے۔ امر مستحسن کے طور پر اس کام پر اجرو ثواب اور فوائد وبرکات بھی متحقق ہوتے ہیں۔

سحری میں برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سحری کھانا باعث برکت ہے۔ اس لئے اسے ترک نہ کیا کرو، خواہ پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خُدریؓ، مترجم جلد پنجم صفحہ 38 حدیث نمبر 11102)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''سحری کے متعلق بھی ہدایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو اس میں برکت ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک بڑھیا عورت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ اٹھ کر سحری کھایا کرتی تھی اور روزہ کوئی نہیں رکھتی تھی تو اس سے کسی نے پوچھا کہ بی بی تم یہ سحری کھانے اُٹھتی ہو روزہ بھی رکھ لیا کرو۔ کہنے لگی روزہ تو مجھ سے رکھا نہیں جاتا مگر سحری نہ کھاؤں تو کافر ہی ہو جاؤں کچھ تو برکت لینے دو مجھے۔ لیکن اصل برکت سحری کھانے میں نہیں ہے۔ اصل برکت ان نوافل میں ہے جو رات کے وقت اٹھ کر خدا کے حضور انسان کھڑے ہو کر ادا کرتا ہے۔''

(خطباتِ طاہر جلد 8 صفحہ 225)

کب تک سحری کا کھانا کھا سکتے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ فجر (کے ظہور) کی وجہ سے (صبح کی) سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے تمہارے لئے ممتاز ہو جائے۔ (البقرہ:188)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب (یہ آیت) اتری حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (ترجمہ): یہاں تک کہ تمہارے لئے سفید دھاگا سیاہ دھاگے سے فجر کے وقت ممتاز ہو جائے (البقرہ:188) تو حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے تکیہ کے نیچے دو رسیاں رکھ لیتا ہوں، ایک سفید رسی اور ایک سیاہ رسی اور میں (اس طرح) رات کو دن سے پہچان لیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا تکیہ بڑا چوڑا ہے۔ وہ تو صرف رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر)

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ برموقع MTA کانفرنس از صفحہ نمبر 2

آپ خوش نصیب ہیں، اگر آپ کسی پروگرام کے میزبان یا شریکِ گفتگو ہیں تو آپ بہت خوش قسمت ہیں، اگر آپ پروڈکشن میں کام کر رہے ہیں اور نئی تکنیک وضع کر رہے ہیں یا کسی فوٹیج کی ایڈیٹنگ کر رہے ہیں تو آپ خوش نصیب ہیں، اگر آپ کو ٹرانسمیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نشریات کی ذمہ داری دی گئی ہے تو بھی آپ خوش نصیب ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کسی بھی حیثیت یا صورت میں MTA سے متعلق ہیں تو آپ خوش نصیب ہیں اور برکات سے حصہ پا رہے ہیں اور آپ کی اس قدر خوش بختی کا باعث یہ ہے کہ آپ سچائی کو پھیلا رہے ہیں اور روحانیت کے نور سے دنیا بھر کے ناظرین کے گھروں کو منور کرنے والے بن رہے ہیں۔

پس یہ بہت عظیم اور باعثِ شرف خدمت ہے جو آپ بجالا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن میں ممد ومعاون ثابت ہو رہے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں ایسے بابرکت نظام کے تحت خدمت کی توفیق پانا بہت بڑا اعزاز ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو انتہائی اخلاص کے ساتھ اور بے لوث رنگ میں اِن خدمات کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے کام کو ہر پہلو سے بہتر اور ترقی کی راہ پر گامزن رہنے کے قابل بنائے۔ آمین۔

اب ہم دعا کریں گے۔ دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔

بقیہ: رپورٹ دورۂ جرمنی از صفحہ 20

روشنائی کے چھینٹے ڈالے۔ آؤ اور اس کا امتحان کرلو۔ مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خدا ہے اور وہ متکلّم ہے اور اپنے خاص بندوں سے محبت اور شفقت کا کلام کرتا ہے جیسا کہ اُس نے مجھ سے کیا۔ آؤ اور اس کا امتحان کرلو۔ مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خدا ہے اور وہ ربّ العالمین ہے اور کوئی چیز اس کی ربوبیّت سے باہر نہیں۔ کیونکہ جب وہ کسی چیز کی ربوبیّت کو چھوڑتا ہے تو پھر وہ چیز خواہ وہ کوئی ہو قائم نہیں رہ سکتی۔ آؤ اور اس کا امتحان کرلو۔ پھر مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خُدا ہے اور وہ مالک ہے۔ کیونکہ مخلوقات میں سے کوئی چیز اس کی حکم عدولی نہیں کرسکتی۔ اور وہ جس چیز پر جو تصرّف بھی کرنا چاہے کرسکتا ہے۔ پس آؤ کہ مَیں تمہیں آسمان پر اس کے تصرفات دکھاؤں اور آؤ کہ مَیں تمہیں زمین پر اس کے تصرفات دکھاؤں اور آؤ کہ مَیں تمہیں ہوا پر اس کے تصرفات دکھاؤں اور آؤ کہ میں تمہیں پانیوں پر اُس کے تصرفات دکھاؤں اور آؤ کہ مَیں تمہیں پہاڑوں پر اُس کے تصرفات دکھاؤں اور آؤ کہ مَیں تمہیں قوموں پر اُس کے تصرفات دکھاؤں۔ اور آؤ کہ میں تمہیں حکومتوں پر اس کے تصرفات دکھاؤں اور آؤ کہ مَیں تمہیں دلوں پر اس کے تصرفات دکھاؤں۔ پس آؤ اور امتحان کرلو'۔

(بحوالہ ''ہمارا خدا'' صفحہ 250)

بعد ازاں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا منظوم کلام:

مجھے دیکھ طالبِ منتظر ، مجھے دیکھ شکل مجاز میں
جو خلوص دل کی رَمق بھی ہے، ترے اِدّعائے نیاز میں

عزیزم کاشف اقبال نے ترنم کے ساتھ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس میں شامل بچوں کی تعداد اور عمر کے حوالہ سے دریافت فرمایا جس پر سیکرٹری وقف نو نے عرض کیا کہ جرمنی بھر سے بارہ تا پندرہ سال کی عمر کے تقریباً تین صد واقفین نو بچے اس کلاس میں شامل ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ جن کی جامعہ احمدیہ میں جانے کی خواہش ہے وہ ہاتھ کھڑا کریں تو اس پر بڑی تعداد میں بچوں نے اپنے ہاتھ کھڑے کئے اور جامعہ احمدیہ میں جانے کے عزم کا اظہار کیا۔ تو اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ پوری کلاس چلی جائے گی تو پھر جامعہ والوں کو ایک اور بلاک کھولنا پڑے گا۔ اچھی بات ہے ماشاء اللہ، اپنے اس عزم کو قائم رکھیں۔ یہ نہ ہو کہ جب سیکنڈری سکول کرلو، جمنازیم کے بعد Abitur کرلو تو کہہ دو کہ ہماری نیت بدل گئی ہے۔ اب ہمارا ارادہ ہے کہ ہم فلاں فیلڈ میں چلے جائیں۔ اس لئے وقف کرنا ہے ساروں نے اور پھر جامعہ میں جانا ہے تو وقف کا مطلب ہے کہ پھر تم لوگوں کو جرمنی چھوڑ کر کہیں اَور بھی جانا پڑے تو جانے کے لئے تیار رہو۔

اس پر طلباء نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم ہر جگہ جانے کے لئے تیار ہیں۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ کیا Riel Schule کرنے کے بعد ہم جامعہ میں داخلہ لے سکتے ہیں کہ نہیں۔ یہ دسویں کلاس کے برابر ہے؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ دسویں کلاس کے بعد اگر تم کوالیفائی کرلو اور جامعہ نے داخلہ کا جو معیار رکھا ہوا ہے تم اس پر پورا اترتے ہو۔ اگر تمہاری اردو ٹھیک ہے۔ تمہیں قرآن شریف پڑھنا آتا ہے، تمہیں عربی آتی ہے، تمہیں نماز آتی ہے، تمہیں ترجمہ آتا ہے اور جامعہ کے ٹیسٹ کوالیفائی کر لیتے ہو تو ٹھیک ہے۔ لیکن یہاں والوں کو جرمن زبان بھی آنی چاہئے۔ اگر تم آبی ٹور وغیرہ کرلو تو جرمن زبان تمہاری اچھی ہوجاتی ہے اس لئے جامعہ والے ابی ٹور (Abitur) کو پریفر (Prefer) کرتے ہیں۔ لیکن اگر تم پڑھائی میں اچھے ہو تو دوسری زبانیں بھی تو سکھائی جاسکتی ہیں۔ ضروری تو نہیں کہ جتنے ہاتھ کھڑے ہوئے ہیں یہ سارے مبلغ جرمنی کو دیے جائیں۔ دوسرے ملکوں میں بھی جانے ہیں۔ ان کو فرنچ بھی سکھانی ہے اور فلیمش بھی سکھانی ہے اور انگلش بھی سکھانی ہے اور دوسری زبانیں بھی سکھانی ہیں۔ اس لئے اگر کوالیفائی کرلو تو جامعہ میں جاسکتے ہو۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جب آدمی گھر کے اندر باجماعت نماز پڑھا رہا ہو اور اس کے پیچھے عورتیں ہوں تو پھر آدمی نے ہی کیوں تکبیر کہنی ہوتی ہے۔ عورت کیوں نہیں کہہ سکتی؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اگر مرد امام کے پیچھے صرف گھر کی عورتیں ہیں تو وہ تکبیر کہہ سکتی ہیں۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ رمضان کے روزے رکھنے کی عمر کتنی ہوتی ہے یا کب سے روزے رکھنے کی اجازت ہوتی ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر تو صحتمند جسم ہے تمہاری طرح کا تو تم روزے رکھ سکتے ہو۔ جب برداشت کرسکتے ہو تو رکھ لو۔ لیکن یہ جو گرمیوں کے روزے ہیں لمبے ہوتے ہیں ان میں طلباء کو احتیاط کرنی چاہئے۔ ہاں ایک دو روزے رکھ کر عادت ڈال لینی چاہیے۔ اگر برداشت کرسکتے ہو تو تھوڑے تھوڑے روزے رکھ کر عادت ڈال لینی چاہئے اور اگر امتحان وغیرہ ہو رہے ہیں تو ان میں بہرحال ایک بوجھ پڑ رہا ہوتا ہے اس لئے ان دنوں میں پھر نہ رکھو۔ لیکن جب تم جوان ہوگئے، سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں بالغ ہوگئے تو پھر تمہارے اوپر فرض بن ہی جاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کوئی معین عمر تو کہیں نہیں لکھی ہوئی لیکن بہرحال عادت ڈال لینی چاہئے۔ بچپن میں، بالکل چھوٹی عمر میں بچوں کو نہیں کہنا چاہئے کہ روزہ رکھیں۔ بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ کم عمر بچوں کو روزہ رکھوا دیتے ہیں۔ لمبے دن ہوتے ہیں۔ بچہ پیاس سے تڑپ رہا ہوتا ہے اس کو کمرے میں بند کردیتے ہیں۔ اس طرح پاکستان میں کئی واقعات ہوتے ہیں کہ بند کردیتے ہیں اور شام کو جب دروازہ کھولتے ہیں تو بچہ مرا پڑا ہوتا ہے تو یہ بھی ظلم ہے اس کی قطعاً اجازت نہیں۔ اس لئے جب تک تمہیں برداشت ہو رکھ لو۔ ایک آدھ روزہ رکھ سکتے ہو۔ جس دن موسم ٹھنڈا ہو اُس دن رکھ لیا کرو۔ آجکل تمہاری عمر کسی بھی روزے کے فرض ہونے کی نہیں ہے۔

☆ ایک واقف نو بچے نے دعا کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرے کان کے چار آپریشن ہوچکے ہیں۔ بائیں کان سے سنتا ہوں۔ جو دایاں کان ہے یہ اب تک صحیح نہیں ہوسکا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل کرے۔

☆ **ایک واقف نو بچے نے سوال کیا کہ قرآن مجید میں سورۃ رحمٰن میں جنّ وانس کا ذکر ہے۔ انس سے مراد انسان اور جنّوں سے مراد کیا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جنّوں سے مراد بہت ساری چیزیں ہوسکتی ہیں۔ کوئی بھی چھپی ہوئی چیز جو ہے اسے جنّ کہتے ہیں۔ اس لئے حدیث میں بیکٹیریا کے لئے بھی جنّ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور حدیث میں ذکر ہے کہ اگر تمہیں باہر جنگل میں رفع حاجت کے بعد صفائی کرنی پڑے تو اگر کوئی ہڈی مل جائے تو اس کے ساتھ نہ کرو کیونکہ اس میں جراثیم ہوتے ہیں۔ چھپی ہوئی چیزیں ہوتی ہیں۔ اس لئے اس کی بجائے پتھر استعمال کرو۔

حضور انور نے فرمایا: اسی طرح پہاڑوں میں چھپے ہوئے لوگوں کو بھی جنّ کہتے ہیں۔ بڑے لوگ جو دنیا میں سامنے نہیں آتے وہ بھی جنّ ہیں تو اس طرح بعض انسان، جنّ اس لحاظ سے بھی ہوتے ہیں کہ وہ عام انسانوں سے اپنے آپ کو ذرا اوپر سمجھتے ہیں۔ تو اس طرح مختلف قسم کی کیٹیگریز ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر چھپی ہوئی چیز یا اپنے آپ کو دوسرے سے علیحدہ رکھنے والے جو لوگ ہیں ان کے لئے جنّ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جس دن آپ حضور بنے تھے اس دن آپ کو کیسا محسوس ہو رہا تھا۔ یہ تو بڑی ذمہ داری ہے۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تم اُس دن کی ویڈیو دیکھ لینا۔ تمہیں پتہ لگ جائے گا۔ کئی جگہ MTA والوں نے تصویریں لی ہوئی ہیں ان کو کہنا کہ تمہیں دکھا دیں۔ تمہیں میری شکل نظر آجائے گی کہ کیسا لگ رہا تھا۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ خلافت سے پہلے حضور Riding کرتے تھے تو کیا اب بھی حضور کو Riding کے لئے وقت ملتا ہے؟**

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: Riding تو مَیں پہلے بھی باقاعدہ نہیں کرتا تھا۔ ہاں جب مَیں پڑھتا تھا تو اس وقت Riding کیا کرتا تھا۔ لیکن اب تو وقت نہیں ملتا۔ لیکن کبھی کبھی دو چار مہینے بعد اسلام آباد جا کر وہاں Riding کرتے ہوئے دیکھ لیتا ہوں۔ اسلام آباد میں جماعت نے وہاں گھوڑے رکھے ہوئے ہیں۔ وہاں جامعہ کے لڑکے Riding کرنے جاتے ہیں۔ بچے، اطفال Riding کرتے ہیں تو کبھی کبھی جب موقع ملے تو جا کر دیکھ لیتا ہوں۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا کہ وقف نو کا کیا مطلب ہوتا ہے؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ وقف نو کا مطلب ہے نیا وقف۔ یعنی جو ایک نئی سکیم بچوں کو وقف کرنے کی نکلی ہے جس میں ماں باپ اپنے بچوں کو ان کی پیدائش سے پہلے وقف کردیتے ہیں اور جب بچہ بڑا ہوجائے، ہوش میں آجائے۔ پھر وہ دوبارہ بانڈ (Bond) لکھے کہ میں اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتا ہوں۔ ایک وقف اولاد ہوتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوگیا۔ اس وقت دو چار چھ سال کا ہوگیا اس وقت ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے بچوں کو وقف کردیں تو وہ وقف، وقف اولاد میں شمار ہوتا ہے اور یہ پہلے سے ایک سکیم جاری ہے۔

☆ **ایک واقف نو نے سوال کیا** کہ ہماری ایک اسلامی نمائش ہوئی تھی اس میں ایک عیسائی دوست نے ہم سے پوچھا تھا کہ سورۃ المائدہ میں خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنی قوم کو یہ ہدایت دی تھی کہ آپ کی قوم آپ کی اور آپ کی ماں کی عبادت کریں؟ تو عیسائی بعد میں یہ کہتے ہیں کہ ہم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کی عبادت کرتے ہی نہیں۔ جب کہ قرآن شریف میں لکھا ہے کہ کرتے ہیں تو اس طرح وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ نعوذ باللہ قرآن کریم غلط ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: پہلے تو آیت نکالو اور آیت پڑھو اور ترجمہ پڑھو اور پھر سوال کرو۔ جب سوال قرآن شریف کی ایک آیت کے حوالہ سے کر رہے ہیں تو آیت پڑھ کے سوال کیا کرتے ہیں پھر اس کا ترجمہ کرتے ہیں تا کہ صحیح طرح سمجھ آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عبادت کیوں نہیں کرتے۔ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بٹھایا ہوا مانتے ہیں کہ نہیں۔ یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ تین خدا ہیں۔ تین خدا مانتے ہیں، باپ، بیٹا اور روح القدس۔ جب تین خدا آگئے تو پھر عبادت تو خدا کی کی جاتی ہے، پوجا جاتا ہے۔ جب مانگتے ہیں تو عیسیٰ کے نام سے مانگتے ہیں۔ وہ خدا کے لئے ہاتھ اٹھانے کی بجائے یوں یوں کراس لگاتے ہیں۔ تو پھر یہی چیزیں عبادت ہیں اور کیا عبادت ہے؟ ہر چیز جو مانگتے ہیں وہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ نے ہمیں دے دی۔ اب ان سے کہو کہ اب یہ بات چھوڑو، اپنے نظریات اور باتیں بدلتے رہتے ہو، اب تو ویٹیکن والوں نے بھی یہ اعلان کردیا تھا کہ جو عیسیٰ نے آنا تھا وہ کوئی نہیں آنا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب عیسائیوں میں بھی بہت سارے فرقے ہیں جن کے مختلف نظریات ہیں۔ اور پھر بہت ساری بائبل کی ایسی آیتیں ہیں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعتراض کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بعد ان کو بائبل سے نکال دیا گیا۔ تو یہ تو خود ایسی چیزیں ہیں جس سے شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں ان کو شک پڑتا رہتا ہے۔ اب جیسا کہ میں بتا رہا ہوں کہ ویٹیکن والوں نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جو کہا تھا کہ میں نے دنیا میں آنا ہے۔ وہ دنیا میں نہیں آنا۔ اس وقت انہوں نے شراب شاید پی ہوگی اور شراب کے نشہ میں یہ بات کہہ دی تھی کہ میں نے آنا ہے۔ یہ لکھا ہوا آجکل انٹرنیٹ پر بھی available ہے۔ تم بے شک پڑھ لو۔ جرمن میں بھی انگلش میں بھی ہر جگہ ویٹیکن والوں کے پادریوں کا یہ بیان ہے۔ اب وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کوئی اور کام سپرد کردیا ہے جس کو کرنے کے لئے وہ کچھ اور کر رہے ہیں۔ دنیا کی اصلاح تو ہوئی نہیں کسی اور دنیا کی اصلاح کے لئے اب عیسیٰ کو بھیج دیا ہے۔ تو ان کی تو یہ باتیں ہیں۔ قرآن شریف جو کہتا ہے سچ کہتا ہے صحیح کہتا ہے۔ جو یہ کہتے ہیں وہ بدلتے رہتے ہیں جس طرح کہ میں نے بتایا کہ بائبل کی بہت ساری ایسی آیتیں ہیں جب ان پر اعتراض کرو تو جو نئی نئی پرنٹ کرتے ہیں ان میں وہ بدلنے لگ جاتے ہیں اور پھر بائبل بھی ایک دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتی۔ مختلف قسم کے ورژن ہیں۔ تو انہوں نے اللہ کے علاوہ اور معبود بنائے ہوئے ہیں اور ان کو شریک ٹھہرایا

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

ہوا ہے۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ یہ جنت ہر ماں کے قدموں کے نیچے ہے یا صرف مسلمان ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: جنت ماں کے قدموں کے نیچے سے مراد یہ ہے کہ ماں اگر اچھی تربیت کرتی ہے اور بچہ نیک ہوتا ہے۔ نیک کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو وہ بچہ نیک کاموں کی وجہ سے جنت میں جائے گا۔ اور اگر کوئی بھی ماں ہو وہ اگر اپنے بچے کی تربیت ایسے کردے کہ خدا کو پہچاننے والے ہوں اور اس تلاش میں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے جو حکم ہیں ان کو ہم مانیں تو وہ جنت میں لے جانے والی ہے۔ اب حضرت موسیٰ نے بھی اپنے بعد آنے والے نبی کی خبریں دیں۔ حضرت عیسیٰ نے بھی خبر دی تو یہ سب جو پرانے نبی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی۔ اگر وہ ان کو نہیں مانتے تو وہ مومن نہیں ہوسکتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں کہا ہے کہ جو عیسائی ہے یہودی ہے مجوسی ہے وہ بخشا جائے گا۔ یعنی وہ مومن ہو تو جنت میں جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنی اس نیکی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں آجائیں گے ان کو مان لیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ سے جزا پائیں گے۔ باقی جنت یا دوزخ کا فیصلہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یہ انسانوں کا کام نہیں۔ اس سے مراد یہی ہے کہ ایک مومن عورت مسلم عورت اگر اپنے بچے کی نیک تربیت کرتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں پر چلنے والا بناتی ہے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بناتی ہے اور نیک کام کرنے والا بچہ ہے نیکیوں کو پھیلانے والا بچہ ہے تو وہ جنت میں جائے گا۔ باقی یہ کہنا کہ دوسری مائیں جو مسلمان نہیں ہیں وہ اپنے بچوں کی تربیت بھی کریں تو جنت میں نہیں جائیں گی، ایسا نہیں کہا جاسکتا۔ کیونکہ بہت سارے اعلیٰ اخلاق ہیں اور اللہ تعالیٰ تو بخشنے والا ہے کسی کو بھی کسی نیکی کے اوپر جنت میں بھیج سکتا ہے۔ دو آدمیوں کی بحث ہوگئی۔ ایک نے کہا کہ تم ایسے ایسے برے کام کرتے ہو تم جنت میں نہیں جاسکتے۔ میں دیکھو کتنے نیک کام کرتا ہوں، میں عبادت کرتا ہوں اور میرا بڑا اونچا مقام ہے۔ خیر مرنے کے بعد دونوں اللہ کے حضور پیش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے کہا تم کون ہوتے ہو جنت یا دوزخ کا فیصلہ کرنے والے۔ مَیں ہوں جس نے جنت اور دوزخ میں ڈالنا ہے۔ جس کو تم کہتے ہو کہ تم جنت میں نہیں جاؤ گے۔ تم دوزخ میں جاؤ گے اس کو میں جنت میں بھیج رہا ہوں اور تم کو جو تکبر پیدا ہوگیا تھا کہ میں بڑا ہی عبادت گزار ہوں، نیک کام کرتا ہوں تمہیں دوزخ میں ڈالتا ہوں۔ یہ فیصلے اللہ نے کرنے ہیں۔ باقی اس سے مراد یہ ہے کہ اگر ماں اچھی نیک تربیت کرتی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی مسلمان مومن ماں کے بچے جو ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ جنت میں جانے والے ہوں گے ان نیک کاموں کی وجہ سے جو وہ اچھی تربیت کی وجہ سے کریں گے۔

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

پروپرائیٹر: میاں حنیف احمد کامران

047- 6212515

0300-7703500

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جماعت کی طرف سے جو کیلنڈر ملتے ہیں ان پر آیات لکھی ہوتی ہیں یا خلفاء کی تصاویر بنی ہوتی ہیں۔ جب سال گزر جاتا ہے تو اس کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کو اگر سٹور نہیں کر سکتے تو جلا دیا کرو یا shred کر دیا کرو۔ یہاں شریڈر (Shreder) ملتے ہیں ان میں ڈال دو۔ ہر گھر میں تو شریڈر نہیں ہوتا اس لئے تم جلا دیا کرو۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کا جو نام ہے یہ کس نے رکھا ہے اور کیسے رکھا گیا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی رکھا ہے اور 1901ء میں جب مردم شماری ہوئی۔ یہاں جرمن میں مردم شماری کو Volkszählung کہتے ہیں۔ مردم شماری حکومت کرتی ہے کہ ہماری آبادی ملک کی کتنی ہے۔ کتنے مرد ہیں، کتنی عورتیں ہیں، کتنے بچے ہیں۔ کس کس مذہب کے لوگ رہنے والے ہیں۔ ہر دس سال کے بعد کرتے ہیں۔ تو انڈیا میں 1901ء میں جو مردم شماری ہوئی تھی اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے افراد کو کہا کہ ہمیں دوسرے مسلمانوں سے ممتاز کرنے کے لئے علیحدہ رکھنے کے لئے یہ بتانے کے لئے کہ ہم احمدی ہیں، احمدی مسلمان ہیں جنہوں نے مسیح موعود کو مانا ہے تو تم اپنے ساتھ احمدی مسلمان لکھنا۔ اس مردم شماری کے جب فارم آئے تو اس میں احمدی مسلمان لکھنا تا کہ پتا لگ جائے کہ ہم احمدی ہیں اور ملک کو بھی پتا لگ جائے کہ ہماری کتنی تعداد ہے؟ اس لئے احمدی نام رکھا گیا اور اس وقت سے رکھا گیا۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ پرانے زمانے میں لوگوں کو پتہ کیسے چلتا تھا کہ میں ایک نبی ہوں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا نئے زمانے میں کس طرح پتہ لگتا ہے؟ کسی ٹیلی ویژن پر اناؤنسمنٹ ہوتی ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود اور مہدی موعود تشریف لائے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کا نام دیا۔ اور وہ نبی تھے۔ تو اس زمانے میں بھی کوئی ٹیلی ویژن یا ریڈیو یا کہیں اور اناؤنسمنٹیں تو نہیں ہوئیں۔ پریس اس وقت جاری ہوگئے تھے لیکن آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ میں نبی ہوں پھر آہستہ آہستہ دنیا کو پتا لگنا شروع ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو پریس وغیرہ نہیں تھے۔ پھر اسی لئے آپ نے دنیا کے مختلف جو بادشاہ تھے ان کو تبلیغ کے خط لکھے کہ تمہاری مختلف مذاہب کے نبیوں کی پیشگوئیوں کے مطابق جو نبی آخری شریعت لے کے آنے والا تھا وہ آگیا ہے اور وہ میں ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو خط لکھے۔ تو اس طرح ان بادشاہوں تک پیغام پہنچا۔ پھر جو مسلمان تھے صحابہ تھے وہ مختلف جگہوں پر گئے اور جب تبلیغ کی تو بتایا کہ نبی آگیا ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جنگوں کے ذریعہ اسلام پھیل گیا۔ جنگوں سے نہیں پھیلا۔ اب چین کے ساتھ تو عربوں کی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔ لیکن چین میں بھی کروڑوں مسلمان ہیں۔ اس زمانے میں صحابہ وہاں گئے تھے جنہوں نے وہاں تبلیغ کی اور چینی مسلمان ہوگئے۔ اسی طرح دنیا کے مختلف جگہوں پر مسلمان ہوئے۔ تو اس طرح تبلیغ کر کے یہ پیغام پہنچایا کہ جس نبی نے آنا تھا وہ آگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کے لئے نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ اعلان کردو کہ میں تمام دنیا کے انسانوں کے لئے نبی ہوں۔ اس لئے آپ نے ساری دنیا کو پیغام بھیجا اور آپ کا پیغام دنیا میں پہنچا۔ پہلے جو نبی آتے تھے وہ اپنے اپنے علاقوں کے لئے ہوتے تھے۔ تھوڑے تھوڑے علاقوں کیلئے ہوتے تھے۔ مثلاً کسی کی قوم ایک لاکھ ہے کسی کی دو لاکھ یا کسی کا تھوڑا سا علاقہ ہے۔ ان علاقوں میں وہ نبی تھے۔ ایک وقت میں دو دو نبی بھی ہوتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں حضرت ابراہیمؑ بھی نبی تھے۔ ساتھ دوسرا علاقہ تھا جہاں پیغام دینے والے حضرت لوطؑ کی قوم کیلئے پیغام لے کر پہنچے۔ حضرت لوطؑ بھی نبی تھے۔ تو چھوٹے چھوٹے علاقوں میں تھے وہ اپنے علاقوں میں لوگوں کو بتایا کرتے تھے کہ ہم نبی ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ پیغام دے کر بھیجا ہے۔

☆ ایک واقف نو طالبعلم نے سوال کیا کہ پہلے تو جرمنی میں جامعہ نہیں تھا لندن میں تھا تو اب جرمنی میں بھی بن گیا ہے تو اب اگر کوئی لندن جامعہ میں جانا چاہے تو کیا وہ جاسکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بڑی اچھی بات ہے تم آنا چاہو میں تمہیں بلا لوں گا۔ اگر تم یہاں جرمنی سے لندن آ کے جامعہ میں پڑھنا چاہتے ہو تو تمہیں اجازت ہے۔ بشرطیکہ ان کے پاس سیٹیں ہوں۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ شرک کا معنی کیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ شرک کا معنی یہ ہے کہ شریک ٹھہرانا۔ اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو لے کے آنا۔ مثلاً اب تم یہ کہو کہ میں وہاں جاؤں گا اور فلاں شخص میری ضرورت پوری کر سکتا ہے جو مجھے پیسے دے سکتا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہو تو اس کا مطلب ہے تم نے شرک کیا۔ ہمیشہ کہو کہ فلاں جگہ جاؤں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ میں اسے وصول کر لوں گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی کام کرنے سے پہلے تم انشاء اللہ کہا کرو۔ جب انشاء اللہ کہا کرو گے تو اس کا مطلب ہے کہ جو اللہ چاہے تو یہ کام اللہ تعالیٰ کر دے گا، یہ کام ہو جائے گا۔ تو اس طرح تمہارے بچپن سے ہی تمہارے ذہن میں شرک کے خلاف بات آنی چاہئے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی تم نے اللہ تعالیٰ کو پہلے رکھنا ہے۔ انشاء اللہ کہو پھر کام کرو کہ انشاء اللہ میں یہ کام کر لوں گا۔ اللہ چاہے گا تو میں کام کر لوں گا کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے کہ وہ میرے کام کر سکے۔ پھر بعض لوگ جو بتوں کو پوجتے ہیں۔ اور بت سامنے رکھے ہوتے ہیں ان سے جا کے مانگتے ہیں۔ وہ بھی شرک ہے۔ حالانکہ مانگنا صرف اللہ سے چاہئے۔ کسی کو اللہ کے مقابلے پر لا کر کھڑا کرنا یا اللہ کے برابر سمجھنا وہ شرک ہے۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ میں نے تین شعر نظم کے سنانے تھے میں نے اپنی امی سے وعدہ کیا تھا کہ میں آ کے سناؤں گا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ صرف دو شعر سنا دو۔ چنانچہ اس طفل نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام

''حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی''

سے دو شعر سنائے۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جو لوگ رمضان میں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ وہ کیوں بیٹھتے ہیں۔ ویسے تو دوسرے لوگ بھی قرآن پڑھتے ہیں اور مکمل کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اعتکاف بیٹھنا ضروری تو نہیں ہوتا۔ تمہاری مرضی ہے بیٹھو نہ بیٹھو۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سنت تھی۔ آپ رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد نبوی میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور اعتکاف بیٹھنے والا پھر دس دن کے لئے دنیا سے اس لحاظ سے علیحدہ ہو جاتا ہے کہ گھر کاروبار کی کوئی فکر نہیں رہتی۔ اعتکاف اس لئے بیٹھتے ہیں تا کہ ان ایام میں صبح سے لے کے شام تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ دوسرے لوگ جو روزے رکھتے ہیں تو وہ ساتھ ساتھ اپنے کام بھی کرتے ہیں۔ روزہ رکھ کے دفتر بھی چلے جاتے ہیں۔ شام تک چار بجے تک دفتر رہتے ہیں۔ وقت ملے تو شام کو آ کے آدھا رکوع ایک رکوع یا ایک سپارہ یا آدھا سپارہ تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لیتے ہیں۔ نمازیں کام کی وجہ سے مختصر کر کے پڑھتے ہیں۔ اعتکاف میں بیٹھنے والا جو نوافل کے وقت ہیں ان میں نفل بھی پڑھ سکتا ہے۔ ظہر سے پہلے تک۔ اور ظہر کے بعد، پھر مغرب کے بعد، عشاء کے بعد نوافل پڑھ سکتے ہیں۔ پھر قرآن کریم پڑھ سکتا ہے۔ حدیث پڑھ سکتا ہے۔ دین کا علم بڑھا سکتا ہے۔ دعائیں کر سکتا ہے۔ مکمل چوبیس گھنٹے اس کے پاس ہیں۔ اس کی توجہ ان دس دنوں میں روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر رہتی ہے اور یہ ایک زائد کام ہے جو وہ کر رہا ہوتا ہے۔ اور وہ جو لوگ افورڈ (afford) کر سکتے ہیں وہ اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں بشرطیکہ مسجد میں بیٹھنے کی گنجائش بھی ہو۔ پس یہ سنت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس سنت کی پیروی میں لوگ بیٹھتے ہیں۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ جہاد سے کیا مراد ہے؟ حضور انور کے دریافت فرمانے پر بچے نے بتایا کہ مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ غلط چیز ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک پہلی بات یہ بتا دوں کہ جہاد یا جنگ جب بھی مسلمانوں نے کی ہے تو مسلمانوں نے کبھی پہل نہیں کی۔ ہمیشہ ان پر حملہ ہوا یا ان کو تنگ کیا گیا تو مسلمانوں نے جواب دیا۔ ایک جہاد سے، جنگ سے واپس آرہے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آرہے ہیں۔ اور بڑا جہاد یہ ہے کہ اپنے نفس کے خلاف جہاد کرو۔ یعنی اپنے دل کی جو برائیاں ہیں ان کو دور کرو یہ بھی جہاد ہے۔ تبلیغ اسلام کرو یہ بھی جہاد ہے۔ قرآن کریم کے ذریعہ سے تبلیغ کرنا یہ بھی جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے قرآن کریم کے ذریعہ سے پیغام پہنچانا یہ بھی جہاد ہے۔ جہاد کوشش کرنے کو کہتے ہیں۔ کوئی بھی کوشش کسی کام کے کرنے کے لئے جو تم کرتے ہو وہ جہاد ہے۔ اور اگر تم اپنے نیک کام کرنے کے لئے کوشش کرتے ہو تو تم جہاد کر رہے ہو۔ تمہارے اندر کوئی برائیاں ہیں تو ان کو دور کرنے کے لئے تم کوشش کرو تو یہ تمہارا جہاد ہے۔ اگر تم تبلیغ کرتے ہو اور یہاں جرمنوں کو لٹریچر پمفلٹ تقسیم کرتے ہو تو یہ بھی جہاد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ تم پوری توجہ سے قرآن کریم کا علم حاصل کرنے کی کوشش

MOT

CLASS IV: £48

CLASS VII: £56

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon - London

Tel: 020 8542 3269

کرتے ہوتو یہ بھی تمہارا علم بڑھانے کے لئے ایک جہاد ہے۔ تو صرف تلوار چلانا جہاد نہیں ہے۔ اس کو مسلمانوں نے غلط لے لیا ہے۔ یا مسلمانوں کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ اور ویسے آجکل کے عمل تو مسلمانوں کے یہی ہیں۔ اس لئے میں نے اس پر کافی سارے لیکچر دیئے ہوئے ہیں۔ تم ابھی اتنے بڑے ہو گئے ہو۔ سولہ سترہ سال کے ہو تو میرے لیکچر پڑھ لو تمہیں جہاد کی سمجھ آجائے گی۔

☆ ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ جب اپنے آپ کو وقف کرنے کا وقت آتا ہے تو وقف کرتے ہوئے اپنی پسند کی فیلڈ میں جاسکتے ہیں؟ مثلاً اگر کسی نے پائلٹ بننا ہے تو کیا وہ بن سکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ وقف نو ہو آپ نے پائلٹ بننا ہے تو آپ پہلے پوچھیں کہ میری بہت زیادہ خواہش پائلٹ بننے کی ہے۔ میں صرف پائلٹ ہی بن سکتا ہوں کچھ اور نہیں بن سکتا۔ تو پھر آپ کو جماعت بتا دے گی یا خلیفہ وقت بتا دے گا کہ آپ پائلٹ بن سکتے ہیں کہ نہیں بن سکتے۔ اگر آپ کو اجازت مل جائے تو بن جائیں۔ یا پھر یہ ہے کہ آپ اجازت لے کے یہ کہہ دیں کہ میں وقف نو سے باہر نکلنا چاہتا ہوں۔ میرے اماں ابا نے تو مجھے وقف کیا تھا۔ اگر جماعت کو ضرورت نہیں تو میری دلچسپی یہ ہے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں یہ کام کرلوں۔ پھر کسی وقت کسی اور طریقے سے میں جماعت کی خدمت کر لوں گا۔ لیکن اس وقت وقف نو کی فہرست میں سے مجھے کاٹ دیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وقف نو کیلئے میں نے ہدایت دی ہوئی ہے کہ جماعت کی طرف سے گائیڈنس اور کونسلنگ پوری مکمل ہونی چاہئے۔ جن کی ہمیں زیادہ ضرورت ہے وہ ڈاکٹرز ہیں ٹیچرز ہیں۔ ٹرانسلیشن کرنے والے ہیں۔ زبانوں کے ماہر ہیں۔ انجنیئر ز ہیں، آرکیٹیکٹ ہیں اور بعض شعبہ ایسے ہیں بعض دفعہ وکیلوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ جو مختلف skills ہیں اگر جو طلباء زیادہ نہ پڑھ سکیں تو دوسرے مختلف فیلڈز میں بھی ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ پوچھ لو یا کچھ وقت کے لئے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں اچھا ہماری یہ دلچسپی ہے ہمیں کم ازکم دو سال، چار سال، چھ سال اجازت دیں کہ ہم وہ کام کرلیں۔ تو ان کو اجازت مل جاتی ہے۔ لیکن وقف اصل یہی ہے کہ وہ چیز کرو جس کی جماعت کو ضرورت ہے۔

☆ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ ہم کو فیس بک (facebook) استعمال کرنے سے کیوں منع کر دیا گیا ہے؟

اس پر حضور انو ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کوئی حرام نہیں قرار دیا گیا۔ بند اس لئے کیا ہے کہ اس میں بہت ساری برائیاں سامنے آجاتی ہیں۔ تم لوگ ابھی بچے ہو چھوٹے ہو تم لوگوں کو پتا ہی نہیں لگتا کہ دوسرے لوگ تمہیں آہستہ آہستہ trap کر لیتے ہیں۔ اب جب تک تمہارا علم پورا نہ ہو جب تک تمہاری سوچ mature نہ ہو اس وقت تک تم استعمال نہ کرو۔ جماعت احمدیہ کا جو alislam.org ہے۔ اس میں فیس بُک بھی ہے۔ ہمارے پریس والوں نے ایک فیس بک بنائی ہوئی ہے۔ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ پرسنل فیس بک سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کو پورا علم نہیں ہے بعض دفعہ تم لوگ غلط ہاتھوں میں ٹریپ ہو جاتے ہو۔ اب دنیا میں بہت سارے فیس بک اکاؤنٹ ہیں۔ دنیا کو بھی realize ہو رہا ہے ان کو اب سمجھ آرہی ہے کہ فیس بک میں بعض دفعہ برائیاں زیادہ ہیں اس لئے امریکہ میں ہی گزشتہ دنوں میں قریباً کوئی چھ لاکھ اکاؤنٹس انہوں نے بند کر دیئے یہ کہہ کے کہ ہمیں فیس بک نے نقصان پہنچایا ہے۔ اگر ان لوگوں کو سمجھ آگئی ہے جو دنیا دار ہیں تو ہم دینداروں کو زیادہ جلدی سمجھ آنی چاہئے۔ ہاں اگر تمہیں تبلیغ کے لئے کرنا ہے تو alislam والی فیس بک استعمال کرلو۔

بعد ازاں حضور انو ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان واقفین نو طلباء کو انعام عطا فرمائے جنہوں نے اپنی اپنی عمر کا نصاب وقف نو مکمل کرلیا اور اوّل دوم سوم آئے۔

واقفات نو کی کلاس

اس کے بعد واقفات نو کی کلاس کا آغاز ہوا۔ اس کلاس میں جرمنی بھر سے بارہ تا پندرہ سال کی تقریباً تین صد واقفات نو شامل تھیں۔ اس کلاس کا موضوع ''دعا'' رکھا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ نداء خان نے پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ امۃ الباقی مرزا نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ خدیجہ مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی اور اس کا ترجمہ عزیزہ سائرہ وحید نے پڑھ کر سنایا۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے۔ جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔ یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ ردّ نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)

اس کے بعد عزیزہ مناہل نسیم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دعا سے فیض نہیں اٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور گمانی نہ کرے۔ اس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے، یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعاؤں کو سن لے گا اور اسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔''
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 151)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ قبولِ دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں اور وہ چاہتی ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے لیکن اگر بچے بیہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دلسوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلالے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے؟ ہرگز نہیں۔ اسی اصول سے اجابتِ دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں۔ مَیں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جز ومضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہرگز قبول نہیں ہوتی ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ 67)

اس کے بعد حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کا منظوم کلام ''کچھ دعا کے متعلق''، عزیزہ سلمیٰ بشریٰ گیسلر نے پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں عزیزہ ملیحہ احمد، عطیۃ الکریم، ھبۃ النور، دانیہ احمد چٹھہ اور عزیزہ خنساء نوید نے مل کر ''قبولیت دعا کی شرائط'' کے عنوان سے درج ذیل مضمون پیش کیا۔

1۔ اطاعت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے، اس سے سچا پیار نہیں ہے، اس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے اور صرف اپنی ضرورت کے وقت وہ دعا کے لئے حاضر ہوتا ہے اس کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔ یعنی خلیفۂ وقت کی دعائیں اس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔ اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو خاص اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس کا عمل ثابت کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے ان میں مَیں آپ کی اطاعت کروں گا۔ ایسے مطیع بندوں کے لئے تو بعض دفعہ ہم نے یہ نظارے دیکھے۔ ایک دفعہ نہیں بسا اوقات یہ نظارے دیکھے کہ وہاں پہنچی بھی نہیں دعا پھر بھی قبول ہوگئی۔ ابھی لکھی جارہی تھی دعا تو اللہ اس پر پیار کی نظر ڈال رہا تھا اور وہ دعا قبول ہو رہی تھی۔ بعض دفعہ دعا بنی بھی نہیں تو وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔

اس لئے یہ ایسا ایک بنیادی اصول ہے جس کو ہمیشہ ہر احمدی کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود سچے دل اور پیار سے بھیجتا ہے اور وفا کا تعلق ہے اپنے محبوب آقا سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری دعائیں ہمیشہ کے لئے ایسے امتیوں کے لئے سنی جائیں گی۔ اور اگر وہ خلافت سے ایسا تعلق رکھتا ہے اور پوری وفاداری کے ساتھ اپنے عہد کو نبھاتا ہے اور اطاعت کی کوشش کرتا ہے تو اس کے لئے بھی دعائیں سنی جائیں گی بلکہ اَن کہی دعائیں بھی سنی جائیں گی۔ اس کے دل کی کیفیت ہی دعا بن جایا کرے گی۔''

(خطبہ جمعہ 16 جولائی 1982ء)

2۔ حقوق العباد

حضرت مصلح موعودؓ قبولیتِ دعا کا ایک اہم راز یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اگر کوئی احسان مروّت اور رحم کرے تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم کرتا ہے۔ تو دعاؤں کی قبولیت کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ دعا کرنے سے پہلے کوئی ایسا شخص تلاش کرنا چاہیے جو کسی مصیبت اور تکلیف میں ہو۔ خواہ وہ تکلیف جانی ہو یا مالی، عزت کی ہو یا آبرو کی۔ کسی قسم کی ہو۔ تم کوشش کرو کہ دُور ہو جائے۔ آگے دُور ہو یا نہ ہو تم اس کے ذمہ دار نہیں ہو۔ تم اپنی ہمّت اور کوشش کے مطابق زور لگا دو۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور جاؤ اور جا کر اپنے مدّعا کے لئے دعا کرو۔ اس طریق کی دعا بہت حد تک قبول ہو جائے گی۔ تم خدا تعالیٰ کے کسی بندے کی تکلیف کو دُور کرنے کے لئے جس قدر توجہ کرو گے خدا تعالیٰ تمہاری تکلیف دُور کرنے کے لئے اس سے بہت زیادہ توجہ فرمائے گا۔ (خطبہ جمعہ 28/جولائی 1916ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ خطبہ جمعہ 12 اگست 1994ء میں بیان فرماتے ہیں: ''امر واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے بندوں کی مدد میں رہتے ہیں۔ دعا نہ بھی کریں تو اللہ ان کی مدد کرتا رہتا ہے اور جو اپنے بھائیوں، اپنے قریبیوں کے حال سے غافل رہیں۔ خواہ ان کا مالی نقصان نہ بھی کریں، بددیانتی سے نہ بھی پیش آئیں لیکن ان کے غم محض اپنی ذات کے لئے ہوں، اپنے عزیزوں کے لئے نہ ہوں، اپنے گردوپیش کے لئے نہ ہوں۔ ان کی دعائیں بھی اسی حد تک کمزور ہو جاتی ہیں۔ پس دعاؤں کی قبولیت کا گہرا راز اس مضمون میں ہے کہ جو بندوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس سے رحم کا سلوک نہیں فرماتا اور اس کی دعائیں قبول نہیں فرماتا۔''

3۔ طہارت اور پاکیزگی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''دعا کی قبولیت کے لئے یہ بھی یاد رکھو کہ دعا کرنے سے پہلے اپنے کپڑوں اور بدن کو صاف کرو۔ گو ہر ایک دعا کرنے والا نہیں سمجھتا اور نہ محسوس کرتا ہے مگر جو محسوس کرتے یا کر سکتے ہیں ان کا تجربہ ہے کہ جب انسان دعا کرتا ہے تو اسے خدا تعالیٰ کا ایک قرب حاصل ہو جاتا ہے اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے حضور کھنچی جاتی ہے۔ چونکہ روح کی صفائی جسم کی صفائی سے تعلق رکھتی ہے اور روح کی ناپاکی جسم کی ناپاکی سے۔ اس لئے اگر جسم ناپاک ہو تو روح پر بھی اس کا ناپاک اثر پڑتا ہے۔ اور اگر جسم پاک ہو تو روح پر بھی اس کا پاک ہی اثر پڑتا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ اسلام نے تمام عبادتوں کے لئے صفائی کی شرط ضروری قرار دی ہے۔ صوفیاء نے دعائیں کرنے کا لباس الگ بنا رکھا ہوتا ہے جسے خوب صاف ستھرا رکھتے اور خوشبوئیں لگاتے ہیں۔ تو دعا کے قبول ہونے کا یہ بھی ایک طریق ہے کہ دعا کرنے سے پہلے انسان اپنے کپڑوں کو صاف ستھرا کرلے اس طرح دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 جولائی 1916ء)

4۔ صبر اور استغفار

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

''جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، نماز کے ادا کرنے، سودا سلف لانے، بات چیت کرنے، غرض یہ کہ ہر ایک کی ابتدا دعا ہی سے ہے۔ پس یاد رکھو کہ مضطر کی تسکین کا باعث اور کمزور طبائع کی ڈھارس یہی دعا ہے۔ دعا کے ساتھ خدا تعالیٰ نے صبر کی بھی تعلیم دی ہے کیونکہ بعض اوقات مصلحتِ الٰہی سے جب دعا کی قبولیت میں دیر ہوتی ہے تو انسان اللہ تعالیٰ پر سُوءِ ظن کرنے لگتا ہے اور نفسِ دعا کی نسبت اسے شکوک اور شبہات پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے استقلال اور جناب الٰہی پر حسنِ ظن رکھے۔''

پھر آپؓ فرماتے ہیں:

''دعا اور استغفار اور لَاحَول سے کام لو۔ پاک لوگوں کی صحبت میں رہو۔ اپنی اصلاح کی فکر میں مضطر کی طرح لگے رہو کہ مضطر ہونے پر خدا رحم کرتا ہے اور دعا کو قبول کرتا ہے۔''

(خطبہ عیدالفطر بتاریخ 9 دسمبر 1904ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حضور عاجزانہ دعاؤں کی توفیق دے اور شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبہ جمعہ 23 مئی 2014ء میں دعاؤں اور صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر مرتبہ جب ہم ابتلا اور امتحانوں کے دَور سے گزرتے ہوئے اللہ کے آگے جھکتے ہوئے اس کے فضلوں اور اس کی مدد مانگتے ہیں، اس کی مدد کے طالب ہوتے ہیں تو ترقی کے نئے سے نئے راستے ہمارے سامنے کھلتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے ساتھ دنیا والوں کے مظالم اور تنگیاں وارد کرنے اور جان، مال، وقت اور عزّت کی قربانی کے مقابلے پر صبر دکھانے اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے انعامات کے ملنے اور فتح نصیب ہونے کے الٰہی وعدے ہیں جن کے حصول کا بہترین نسخہ دعا ہے۔ اگر ہر احمدی خدا تعالیٰ پر انحصار کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو جہاں جہاں بھی احمدیوں پر تنگیاں وارد کی جارہی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دعاؤں سے ہی ہوا میں اُڑ جائیں گی۔ انشاء اللہ

اس کے بعد عزیزہ عطیۃ الرحیم، نائمہ نایاب مرزا، دانیہ افضل، نائلہ ملک اور ماریہ گیسلر نے ایک گروپ کی صورت میں ترانہ ''نئے عزم'' پیش کیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

جائزہ لیا کہ 12 سے 15 سال تک کی کتنی لڑکیاں ہیں اور اس سے زائد عمر کی کتنی ہیں۔ اور یہ کہ GYMNASIUM کلاس میں کتنی پڑھ رہی ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفات نَو طالبات کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

ایک واقفہ نو نے عرض کیا کہ حضور سب سے پہلے آپ کو اور پیاری آپا جان کو مبارک ہو کہ الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوتے سے نوازا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا: **جزاکم اللہ۔**

پھر اس واقفہ نو نے سوال کیا کہ جو آئینے میں دیکھنے والی دعا ہے اس میں یہ ہے کہ ہمارے خوبصورت چہرے کے ساتھ ہمارے اخلاق بھی خوبصورت بنا دے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو اپنا چہرہ خوبصورت نہیں لگتا۔ ان کے لئے کیا ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تو جیسا اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر کر لیا کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اس سے زیادہ برا نہیں بنایا۔ ایک دفعہ بازار میں ایک شخص کھڑا تھا اور اس کے چہرہ کی کوئی خوبصورتی نہیں تھی اس کو لوگ اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ اس کو خود بھی احساس تھا کہ میرے چہرے پر کوئی خوبصورتی نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے گئے اور اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر اس کو پیچھے سے پکڑ لیا اس کی آنکھیں بند کر کے کھڑے ہو گئے۔ اس نے خوب اپنا جسم رگڑنا شروع کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا خاص آدمی ہے اس کا کون خریدار ہے۔ اس پر اس نے کہا میرا اس بدشکل آدمی کا، اور کسی کام کے نہ آدمی کا، کون خریدار ہو سکتا ہے؟ کون مجھے پسند کر سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا نہیں مجھے تم بہت پسند ہو۔ تو اگر کسی کا چہرہ ایسا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اگر ایسا بنایا ہوا ہے تو پھر اسی پر خوش ہو جائے کہ اس سے بھی بھیانک چہرہ ہو سکتا تھا۔ جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہی اچھا ہے۔ شکر کرنا چاہئے۔ شکر کرو گے تو اللہ تعالیٰ مزید دیتا جائے گا۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم نماز میں لذت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا:** نماز کے تمہیں معنی آنے چاہئیں۔ سوچ سوچ کے پڑھو۔ جو عربی کے الفاظ ہیں انہیں غور سے پڑھو۔ پھر سجدے میں جب جاتے ہو تو اپنی زبان میں دعا کرو۔ رکوع میں جاتے ہو اپنی زبان میں دعا کرو۔ اور جو ہر ایک کی کوئی نہ کوئی خاص چیز ہوتی ہے جس کے لئے اس کو دل میں درد ہوتی ہے۔ اس کو سوچو اور دل میں لاؤ۔ سٹوڈنٹ ہیں تو ان کو یہی ہوتا ہے کہ ہم پاس ہو جائیں تو ایک دم فکر پیدا ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہیں۔ ہمارے امتحان ہیں پاس ہو جائیں۔ اس میں وہ لذت آنی شروع ہوتی ہے۔ پھر آدمی روتا ہے۔ چلّاتا ہے تو وہی مزہ آتا ہے اس کے بعد آہستہ آہستہ عادت پڑتی چلی جاتی ہے۔ پھر جس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کی سوچ بڑھتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لئے انسان کوشش کرتا ہے روتا ہے چلّاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم نماز میں اور کچھ نہیں اور ایسی حالت پیدا ہوتی نہیں تو رونی شکل بنا لیا کرو۔ چاہے زبردستی بناؤ کیونکہ رونی شکل بنا کے بعض دفعہ رونا آ جاتا ہے۔ پھر اس میں انسان آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے۔ دعا کرو۔ جو دعا درد سے ہو سوچ سمجھ کے ہو تو پھر لذت آتی ہے۔ دعا ہونی چاہئے تو دل سے ہونی چاہئے۔ اور جب دل سے نکلتی ہے تو لذت بھی آنے لگ جاتی ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جو وقف نو نہیں ہوتیں ان میں سے بعض کا جو وقف نو ہونے کا دل چاہتا ہے۔ وہ کیا کریں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: ان کے ماں باپ کو اس کو پہلے وقف کرنا چاہئے تھا جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف کیا اس لئے کیا کہ دین کی خدمت کر سکو۔ اس لئے کہ بڑے ہو کے پڑھ کے علم حاصل کر کے دین کی خدمت کرو۔ کوئی ڈاکٹر بن کے دین کی خدمت کر سکتا ہے۔ کوئی ٹیچر بن کے۔ کوئی زبانیں سیکھ کے۔ اب اپنے آپ کو وقف کر دو اور دین کی خدمت کے لئے لگ جاؤ تو وہی وقف ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں لکھا ہوا کہ جو وقف نو میں ہے میں اسی کا وقف قبول کروں گا اور باقیوں کا نہیں کروں گا۔ دنیا میں بہت سے انسان ایسے ہیں جو دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ وہ وقفِ نو تو نہیں ہیں۔ ہمارے زمانے میں وقفِ نو کی سکیم نہیں تھی تو ہم بھی تو وقف تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر تم وقف نو کا ٹائٹل لگا لو اور نماز تم باقاعدہ نہ پڑھتی ہو، قرآن شریف تم نہ پڑھتی ہو، دین کی خدمت کا جذبہ نہ ہو اور کہو کہ میں وقف نو ہوں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ تمہارا کوئی وقف نہیں۔ اللہ کے نزدیک قبول ہی نہیں ہوگا۔ ایک دوسری لڑکی ہے جو وقف نو نہیں ہے وہ نمازیں بھی پڑھتی ہے، قرآن بھی پڑھتی ہے، دین کا علم بھی حاصل کرتی ہے، خدمت بھی کرتی ہے وہ تو وقف نو سے زیادہ بہتر ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ بچے کو پیدائش سے پہلے کیوں وقف کرتے ہیں اس کے بعد کیوں نہیں کر سکتے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پیدائش کے بعد وقف کرنے سے کس نے روکا ہے۔ کسی نے نہیں روکا۔ وقف نو سکیم جو ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے شروع کی تھی اور وہ اس لئے تھی کہ ماں باپ پیدائش سے پہلے حضرت مریم کی والدہ کا جو اُسوہ ہے اور ان کی دعا ہے اس کو مانگتے ہوئے اپنے بچے کو پیدائش سے پہلے وقف کریں اور پیدائش کے دوران اس کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جو مجھے بچہ عطا فرمائے وہ دین کا خادم ہو۔ اور پھر جب وہ بچہ پیدا ہو جائے تو پھر اس کے لئے دعائیں ہوں۔ اور پھر اس کی تربیت بھی اس لحاظ سے ہو۔ اس کا رجحان اس لحاظ سے ہوتا کہ وہ دین کی خدمت کرنے والا بن سکے۔ باقی یہ ہے کہ پیدائش کے بعد اگر ماں باپ اچھی تربیت کرتے ہیں، اپنے بچے وقف کرتے ہیں بہت سارے وقف زندگی ہیں جو وقف نو نہیں ہیں لیکن جامعہ میں بھی پڑھ رہے ہیں اور باقاعدہ وقف کر کے جامعہ میں پڑھتے ہیں اور بعض جماعت میں دوسری خدمات بجا لا رہے ہیں۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ میری ایک دوست ہے اس نے کہا تھا کہ ہم اللہ یا الیس اللہ کی انگوٹھی ان دو انگلیوں میں نہیں پہن سکتے۔ کیونکہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے وہ ان دو انگلیوں میں پہنتے تھے۔ تو میرا سوال ہے کہ ہم کونسی انگلی میں پہنیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جس انگلی میں تمہاری پوری آتی ہے پہن لیا کرو۔ کسی نے نہیں روکا۔ بعضوں کو میں انگوٹھیاں دیتا ہوں تو جن کی انگلیاں بڑی ہوتی ہیں تو میں ان کو کہتا ہوں کہ یہی پہن لو جس انگلی میں بھی آتی ہے۔ ایسے ہی کہانیاں بنائی ہوئی ہیں۔ اللہ کی خاطر گواہی دیتے ہو تو یہ انگلی اٹھاتے ہو۔ اس انگلی کی اہمیت اتنی ہے کہ اللہ کو گواہ ٹھہرانے کے لئے تم اس کو اٹھاتے ہو تو اللہ کا نام یہاں نہیں رکھ سکتے۔ یہ عجیب تماشا ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ حضور انور نے کل ہماری مسجد دارالامان کا افتتاح فرمایا تھا۔ تو میرا سوال تھا کہ اگر امام صاحب مردوں والی سائیڈ پر نماز پڑھا رہے ہیں تو عورتوں والی سائیڈ پر اگر آواز آنی بند ہو جائے تو اس صورت میں ہم کیا کر سکتے ہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اپنی اپنی نماز پڑھ لو۔ نیز فرمایا کہ تمہاری مسجد میں تو عورتوں کا حصّہ ایک سکرین لگا کر بنایا گیا ہے اس لئے اگر آواز بند بھی ہو جائے تو تب بھی آ ہی جائے گی۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ایک وقف نو بچی پولیس میں جا سکتی ہے؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہمیں پولیس میں واقفہ نو کی ضرورت نہیں ہے۔ احمدی ایسے جرم کرتے ہی نہیں کہ پولیس میں اس کی ضرورت ہو۔ جب تم پولیس میں جاؤ گی تو پولیس کے لئے علیحدہ ٹریننگ کالج تو کوئی نہیں ہے۔ تمہیں مردوں کے ساتھ ہی ٹریننگ لینی پڑے گی۔ وہیں رہنا پڑے گا وہیں ٹریننگ کرنی پڑے گی انہیں کا لباس پہننا پڑے گا۔ وہ یونیفارم پہننا پڑے گا۔ نہ تمہارا پردہ رہے گا نہ حجاب رہے گا نہ حیا رہے گی۔ اس لئے صرف وقف نو کا سوال نہیں ہے کسی بھی احمدی لڑکی کو پولیس میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ حضور اپنی تقریریں خود لکھتے ہیں یا کسی سے لکھواتے ہیں؟**

اس کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** میں اپنی تقریریں خود لکھتا ہوں تیار کرتا ہوں اور کسی دوسرے کو اس کا علم تک بھی نہیں ہوتا۔ مَیں تو آخری وقت میں مضمون لکھ کے لے جا رہا ہوتا ہوں۔ یا میں صرف نوٹس لے کے جاتا ہوں اور وہیں تقریر کے دوران ہی مضمون بنتا ہے۔ وہ میرے نوٹس میرے علاوہ کوئی پڑھ بھی نہیں سکتا۔ کوئی دوسرا تقریر لکھ کے مجھے دے ہی نہیں سکتا۔ سوائے اس کے کہ میں جو بعض کتابوں کے حوالے ہوتے ہیں وہ میں نکال کے دیتا ہوں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو کہ یہ یہ حوالے کتاب میں سے پرنٹ کر کے مجھے دے دو۔ بلکہ بعض دفعہ میں پرنٹ بھی نہیں کرواتا وہ کتابوں کے حوالے بھی اپنے ہاتھ سے خود ہی لکھ لیتا ہوں۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ مجھ سے بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ کیوں نہیں مناتے ہیں جیسے ہم یوم مسیح موعود، یوم خلافت اور یوم مصلح موعود مناتے ہیں؟**

اس کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** کون کہتے ہیں کہ ہم نہیں مناتے۔ ہم میلاد النبی کا جلسہ اس دن نہیں کرتے جو غیر احمدیوں نے شروع کیا ہوا ہے۔ سیرۃ النبیؐ کا جلسہ تو شروع ہی احمدیوں نے کیا تھا۔ اس سے پہلے ہوتا ہی نہیں تھا۔ جب ہندوؤں نے اور عیسائیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات شروع کئے۔ اس وقت سب سے پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگے بڑھتے ہوئے ان کے جواب دیئے اور حضرت مصلح موعود کے زمانے میں جلسے شروع ہوئے اور قادیان میں بعض دفعہ اس طرح بھی ہوتا تھا کہ ان جلسوں کے دوران بعض دنوں میں وہاں جلوس بھی نکلا کرتے تھے۔ جلوس سے مراد یہ ہے کہ صَلِّ عَلٰی پڑھتے ہوئے لوگ گلیوں میں سے گزرا کرتے تھے۔ اس لئے یہ جلسے ہم کرتے ہیں اور ہم نے ہی یہ شروع کیے ہیں۔ یہ دوسرے لوگ تو صرف میلاد النبیؐ ایک دن سال میں کر لیتے ہیں اور چند باتیں کر کے بیٹھ جاتے ہیں، عمل کرتے نہیں۔ ہم تو سارا سال سیرۃ النبیؐ کے جلسے مناتے ہیں۔ جرمنی میں ہر جگہ منا رہے ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہم سب سے زیادہ بڑھ کے آنحضرت صلی اللہ پر اعتراضوں کے جواب دیتے ہیں۔ کون سے مسلمان صدر نے یا کسی بادشاہ نے یا ان کے علماء نے جب کارٹونوں کا جو ڈنمارک میں قصہ ہوا ہے تو جواب دیا تھا۔ مَیں نے ہی دیا تھا اور سب سے پہلے آگے بڑھ کر جواب دیا تھا۔ اور مسلسل کئی خطبوں میں دیا تھا۔ اس کے بعد جو کئی دفعہ اعتراض اٹھتے ہیں تو ان کا جواب دیتا ہوں۔ میرے سے پہلے خلفاء بھی اس طرح جواب دیتے رہے۔ اب جو میرے جتنے خطبے تھے۔ نائیجیریا کے اخباروں نے ان کی ٹرانسلیشن کر کے وہاں شائع کیا اور انہوں نے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اور اس طرح اس الزام کے جواب پہ اتنا اچھا جواب ہمیں آیا کہ ہم سب کو یہ سیکھنا چاہئے۔ تو لوگ تو ہمارے سے سیکھتے ہیں۔ تم کہتی ہو ہم مناتے نہیں۔ ہم تو بہت مناتے ہیں۔ ہم سال میں ایک دفعہ نہیں مناتے۔ ہم کہتے ہیں ہر وقت مناؤ۔ گن گن کے یار کا ذکر نہ کرو بلکہ کرتے چلے جاؤ۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ایک پکّی عمر ہوتی ہے جب روزے رکھنے پڑتے ہیں۔ کون سی عمر سے روزے رکھنے چاہئیں۔**

اس کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جب تم ابھی سٹوڈنٹ ہو اور تمہاری گروتھ (growth) کی عمر ہے تو روزے نہ رکھو لیکن ایک آدھ روزہ رکھ کے عادت ڈالنی چاہئے اور جب سترہ اٹھارہ سال کی ہو جاؤ تو پھر روزے رکھنے چاہئیں لیکن اس وقت بھی اگر امتحان ہے اور بڑے مسائل ہیں اور پریشانی ہے لمبے روزے نہیں رکھ سکتے تو وہ روزے بعد میں پورے کر لو۔ لیکن روزے رکھنے میں بہانہ نہیں کرنا چاہئے۔ اٹھارہ سال کی عمر جو ہے یہ میچور (Mature) عمر ہوتی ہے اس میں روزے رکھ لینے چاہئیں۔ اس سے پہلے پہلے روزے رکھنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا لڑکیوں کے لئے کیوں کوئی جامعہ نہیں ہے؟**

اس کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جب ہمارے اتنے وسائل ہو جائیں گے تو لڑکیوں کے لئے بھی کھول لیں گے پہلے لڑکوں کا تو پورا کرنے دو۔ لڑکیوں کے لئے ربوہ میں مثلاً عائشہ اکیڈمی ہے جہاں لڑکیاں دینیات کی تعلیم بھی لیتی ہیں حفظ قرآن بھی کرتی ہیں۔ کینیڈا والوں نے عائشہ اکیڈمی کھول لی ہے۔ وہاں بھی دینیات کی تعلیم دی جاتی ہے اِن کا پہلا بیج (Badge) وہ پاس ہوا ہے۔ تو دینیات کا کورس انہوں نے دو سال کا کیا ہے۔ قرآن کریم کی حفظ کی کلاس لگتی ہے حفظ بھی کروائے جاتے ہیں۔ تو جرمنی والے بھی جب ان کے وسائل ہوں گے کھول لیں گے۔

☆ **ایک واقفہ نے عرض کیا اس سال ہم انڈیا سے ہو کے آئے ہیں اور میں نے پوچھنا تھا ہم بیت الدعا گئے تھے تو وہاں فوٹوز بنانے کی کیوں اجازت نہیں ہے۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز** نے فرمایا: لوگ بعض دفعہ بنا لیتے ہیں۔ پھر بعض لوگ بدعات میں پڑ جاتے ہیں۔ اِن بدعتوں کو ختم کرنا ہے ویسے تو بیت الدعا کی تصویریں ہمارے کیلنڈروں میں یا لٹریچر میں چھپی ہوئی ہیں لوگ دعا کرتے ہوئے کھڑے ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے حرام نہیں ہے۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کا صحیح مطلب کیا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**

تم لڑکے لڑکیاں ایک جیسے سوال کیوں کر رہی ہو۔ بہر حال جب ہر دس سال کے بعد حکومت اپنے ملک کے لوگوں کی جو آبادی ہے وہ کاؤنٹ کرتی ہے۔ پھر دیکھتے ہیں

مرد کتنے ہیں اور عورتیں کتنی ہیں بچے کتنے ہیں۔ پڑھے لکھے کتنے ہیں۔ مختلف مذہب کے لوگ کتنے ہیں۔ یہ جو سارا ڈیٹا اکٹھا کیا جاتا ہے اس کو مردم شماری کہتے ہیں۔ چنانچہ 1901ء میں جب انڈیا کی مردم شماری ہو رہی تھی اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ احمدی جو ہیں وہ اپنے آپ کو مردم شماری میں احمدی مسلمان کر کے لکھیں تا کہ غیر احمدی مسلمانوں سے ہمارا فرق ہو جائے۔ کیونکہ احمد نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔ محمد بھی ہے اور احمد بھی ہے۔ اور احمد کا جو جلوہ ہے۔ وہ مسیح موعود کے زمانے میں زیادہ دکھایا جانا ہے یعنی جو نرمی اور پیار اور محبت سے اسلام کا پیغام پہنچایا جانا ہے۔ یہی مسیح موعود کا کام تھا۔ اس لئے ہم احمدی لکھتے ہیں تا کہ ہم اسلام کی تبلیغ پیار اور محبت سے کرتے جائیں اور دوسرے مسلمانوں سے ہمیں فرق نظر آئے۔ کیونکہ حدیثوں میں بھی آیا ہے بخاری میں بھی ہے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو جنگوں کا التوا کرے گا اور خاتمہ کرے گا۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ ترکیوں کی عید کیوں ہم سے ایک دن پہلے ہوتی ہے۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اِن ترکیوں سے پوچھو کیوں کرتے ہیں۔ ہم تو چاند دیکھ کے کرتے ہیں۔ ترکیوں کی عید اس لئے پہلے ہوتی ہے وہ بغیر چاند دیکھے کرتے ہیں اور ہم چاند دیکھ کے کرتے ہیں۔ چونکہ یہاں چاند تو کسی کو نظر آتا نہیں اور کیلکولیشن کے حساب سے جس دن ہم عید کرتے ہیں اس دن سے پہلے چاند نظر آ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے ہم بڑا سوچ سمجھ کے دیکھتے ہیں کہ اس دن چاند نظر آ سکتا ہے یا تو چاند نظر آ جائے تب ہم عید کرتے ہیں یا اگر چاند نظر نہ آئے تو اس دن عید کرتے ہیں کیلکولیشن کے حساب سے جب چاند نظر آ سکتا ہے۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ میرے پاس ایک ترکی دوست ہے تو اس نے کہا تھا کہ وہ جب نماز پڑھتی ہے تو وضو کرنے سے پہلے نیل پالش کا استعمال نہیں کرتی۔ نیل پالش اتار دیتی ہے۔**

اس پر **حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پھر اس کا مطلب ہے وہ سال میں ایک دفعہ نماز پڑھتے ہیں۔ ہر دفعہ ہو نہیں سکتا کہ پانچ دفعہ نیل پالش لگائیں اور پانچ دفعہ اتاریں۔ وضو اس لئے کرتے ہیں کہ ہاتھ دھل جائیں اور صاف ہو جائیں۔ منہ دھل جائیں صاف ہو جائیں، ناک صاف ہو جائے، گلا صاف ہو جائے، منہ صاف ہو جائے۔ بازو، پاؤں صاف ہوں۔ ہر جگہ صفائی کے لئے وضو کرتے ہیں تو نیل پالش جب تم لگاتے ہو تو نیل پالش تو سیل کر دیتی ہے۔ ناخن اور نیل پالش کے درمیان اس کے اندر کوئی ہوا تو نہیں جاتی۔ جب ہوا نہیں جاتی تو اس کا مطلب ہے نیل پالش کے اوپر سے جو گند تھا وہ صاف ہو گیا ہے تو نماز جائز ہے کوئی ضرورت نہیں اتارنے کی۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ حضور جب وہ دن آئے گا جب جرمنی کے رہنے والے لوگوں کا بڑا طبقہ احمدی ہوئے گا کیا وہ دن ہم دیکھنے والے ہیں یا ہمارے آنے والے دیکھنے والے ہیں۔ وہ دن کب آئے گا۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** یہ تو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے میں تو پیشگوئی نہیں کر سکتا۔ لیکن انشاء اللہ ضرور آئے گا۔ اب تم لوگ دعائیں کتنی کرتے ہو، کوشش کتنی کرتے ہو۔ اپنی حالتوں کو کتنا عملی طور پر بدلتے ہو۔ نیک نمونہ کتنا دکھاتے ہو۔ تو اگر سارے دعائیں کرنے لگ جاؤ تو وہ دن انشاء اللہ آ جائیں گے۔ جلدی آ جائیں گے۔ لیکن دنیا میں آثار تو شروع ہو گئے ہیں۔ ہر سال لاکھوں بیعتیں ہوتی ہیں۔ اسی لئے ہوتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ تھوڑے تھوڑے پیمانے پر نظارے دکھا رہا ہے۔ اب یہ تمہاری دُعا پر depend کرتا ہے۔ تمہاری دعا سے مراد ہے ساری جماعت دعا کرے۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا تھا کہ ایک آدمی آئے گا جو اپنے آپ کو بادشاہ سمجھے گا اور اس کی ایک آنکھ روشن ہوگی اور دوسری آنکھ اندھی ہوگی۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ٹھیک ہے وہ دجّال کی حدیث ہے اور بڑی لمبی حدیث ہے۔ ایک آنکھ سے کانا ہوگا ایک آنکھ پھولی ہوئی ہوگی۔ یہ دجال کے بارے میں ہے۔ دجال جب آئے گا یعنی دجال جو بڑی طاقتیں ہیں جو دین کو نہیں سمجھتیں ان کے دین کی آنکھ جو دائیں آنکھ ہے وہ اندھی ہے۔ اور بائیں آنکھ جو دنیا کی ہے اس کی نظر سے وہ دیکھتے ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے سورۃ کہف پڑھو۔ اس کا ترجمہ لکھا ہوا ہے اس میں تھوڑے سے فٹ نوٹ بھی لکھے ہوئے ہیں وہ پڑھو تو تمہیں سمجھ آ جائے گی۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ کیا واقفہ نو بچیاں پرائمری سکول ٹیچر بن سکتی ہیں۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہاں بن سکتی ہیں لیکن یہاں پڑھنے کے لئے کوشش یہ کرو کہ ایسی جگہوں پہ جا کے داخلہ لو جہاں تمہیں سکارف میں پڑھنے کی اجازت ہو اگر نہیں اجازت ملتی اور اگر تمہارا زبردستی سکارف سکول کالج میں اتارتے ہیں تو اتار کے پڑھنے کے بعد پھر سکول کے گیٹ سے باہر نکلتے ہی سکارف تمہارے سر پہ ہونا چاہئے۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سارے لڑکوں اور لڑکیوں نے ایک ہی طرح کا سوال اکٹھا کیا ہوا ہے؟ اس کا جواب میں لڑکوں کو دے چکا ہوں وہاں سے سن لینا۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ باپوں کے قدموں کے نیچے جنّت کیوں نہیں ہے؟**

اس کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے پوچھا کہ کس کا حق مجھ پر زیادہ ہے۔ مطلب ہے کہ ماں یا باپ میں سے کون زیادہ حق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اُس نے کہا پھر۔ آپ نے کہا تیری ماں۔ اُس نے کہا پھر۔ آپ نے کہا تیری ماں۔ پھر چوتھی دفعہ آپؐ نے فرمایا تیرا باپ۔ کیونکہ ماں جو ہے وہ بچے کو پیدا بھی کرتی ہے اس کی خاطر درد بھی اٹھاتی ہے اس کی تکلیف بھی اٹھاتی ہے اس کی تربیت بھی کرتی ہے۔ باپ تو باہر کے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ گھر میں تو ماں ہوتی ہے اور ماں کے ساتھ بچوں کا زیادہ تعلق رہتا ہے۔ تربیت کا جتنا وقت ہے ماں کے ساتھ گزرتا ہے۔ اِس لئے اگر ماں نیک تربیت کرلے گی تو پتا چل جائے، بچہ جنت میں جانے والا ہوگا۔ اگر ماں نیک تربیت نہیں کرتی تو پھر دوزخ میں بھی اپنے بداعمال کی وجہ سے چلے جاتے ہیں۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا جب گھر میں بس عورتیں اور لڑکیاں ہوں اور باجماعت نماز پڑھنی ہو تو عورت پڑھا سکتی ہے۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہاں پڑھا سکتی ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو طالبہ نے سوال کیا کہ جو پیسے ہم صدقے کے لئے جمع کرتے ہیں کیا ان میں سے ہم ایمرجنسی استعمال کے لئے نکال سکتے ہیں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اگر ایمرجنسی چاہئے ہو تو نکال لو لیکن پھر اس کو پورا کرو۔ کسی اور سے مانگنے کی بجائے تم اللہ تعالیٰ سے اِس کی مد میں سے لے کے مانگ لو۔ کوشش یہ کرو اس کے بعد جتنی جلدی ہو فوری طور پر پورا کرنا ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا کہ جب ہم فرینکفرٹ جاتے ہیں وہاں مولوی کھڑے ہوتے ہیں جو قرآن شریف جرمن ٹرانسلیشن میں دیتے ہیں کیا ہمیں اجازت ہے کہ ہم لے لیا کریں؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مجھے ہیمبرگ سے پتا لگا تھا کہ وہاں بھی مسلمانوں کی ایک مسجد ہے۔ وہ لوگ ہمارا ٹرانسلیشن والا قرآن کریم خرید لیتے ہیں اور پہلے چند صفحے اوپر سے پھاڑ دیتے ہیں جس پر ہمارا جماعت کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ ہماری ٹرانسلیشن اپنے نام سے بیچ رہے ہیں۔ ان دوسروں کو تو کوئی ٹرانسلیشن نہیں آتی۔ تم اپنی جماعت کی جو ٹرانسلیشن ہے وہ کیوں نہیں خریدتی؟ ان کے ترجمہ سے زیادہ اچھا ہمارا ترجمہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آ کے جس طرح قرآن شریف کی وضاحت فرمائی ہے غیر احمدیوں کو تو اس کا علم بھی نہیں ہے۔ میں کئی دفعہ خطبوں میں بھی ذکر کر چکا ہوں اور غیر احمدیوں کے حوالے بھی پڑھ چکا ہوں کہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ ایسی تفسیریں ہم نے پڑھی ہی نہیں جیسی آپ لکھتے ہیں۔ اور غیر احمدی یہاں جرمنی میں ہمارا جرمن ترجمہ اپنے نام سے بیچ رہے ہیں۔

☆ **ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا کہ جب جماعت ہو رہی ہو تو امام سے پہلے سورت یا دعا پڑھ لی ہو تو اپنے طور پر دعا کر سکتے ہیں۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جب جماعت ہو رہی ہو تو امام کے پیچھے تم سب نے چلنا ہے۔ جو امام کہتا ہے اس کے تابع رہنا ہے اور جو امام کرتا ہے وہی کرنا ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جب ہم فلائر تقسیم کرتے ہیں تو اگر لوگ اس کو زمین پر پھینکتے ہیں تو پھر ہم اس کو اٹھاتے ہیں مگر سارے نہیں اٹھا سکتے ہیں۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** چلو جتنے اٹھا سکتے ہو اٹھا لیا کرو۔ باقی ان کا کام ان کے ذمے۔ فلائر تو ہم نے تقسیم کرنے ہیں کیونکہ اگر نہیں کرو گے تو تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ پھینک دیتے ہیں بعض لوگ پھینکتے ہیں بعض لوگ عزت سے رکھ لیتے ہیں بعض لوگ پھاڑ دیتے ہیں۔ بعض لوگ ڈسٹ بن میں ڈال دیتے ہیں۔ بعض لوگ تمہیں واپس کر دیتے ہیں۔ مختلف قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ تم اپنا کام کئے جاؤ۔ ان کو اپنا کام کرنے دو۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ کچھ غیر احمدی ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ آئیں گے۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اب تو ویٹیکن والوں کا انٹرنیٹ پر بھی آ گیا ہے۔ جرمن میں بھی ہے انگلش میں بھی ہے تین پادری بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ نے کوئی نہیں آنا۔ حضرت عیسیٰ نے جب یہ بات کی تھی کہ میں دوبارہ آؤں گا اس وقت انہوں نے شراب پی تھی۔ نشے میں بات کر دی تھی۔ اب انہوں نے دوبارہ کوئی نہیں آنا کیونکہ جو سارے صحیفے ہیں ان کی رو سے یا بائبل کے اِن بیانوں سے جو حضرت عیسیٰ کے آنے کا زمانہ تھا وہ گزر چکا ہے اس لئے اب ان کو پتہ لگ گیا ہے کہ اب آنا کوئی نہیں۔ تو اب یہ خود ماننے لگ گئے ہیں عیسائی بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ عیسیٰ نے کوئی نہیں آنا۔ وہ نشے میں بات کر دی تھی۔ اور یہ بھی ساتھ کہتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کوئی اور کام دے دیا ہے۔ کسی اور کام میں لگا دیا ہے اسی میں مصروف ہو گئے ہیں۔ دنیا کی اصلاح کے لئے آئے تھے تو اصلاح تو ہوئی نہیں دنیا کی، یہاں تو چوری چکاری بدمعاشی سب کچھ قائم ہے۔ وہ تو ختم نہیں ہوئی۔ اصلاح نہیں ہوئی لیکن کسی اور کام کے لئے بیچارے عیسیٰؑ کو بھیج دیا ہے۔

☆ **ایک واقفہ نے سوال کیا کہ میں نے سنا ہے کہ شہید ستر ہ لوگوں کی شفاعت کر سکتے ہیں۔ کیا یہ ٹھیک ہے اور شفاعت سے کیا مراد ہے؟**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** شفاعت سے مراد ہوتی ہے سفارش۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا حق دیا گیا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ جس کو کہے کہ تمہیں شفاعت کرنے کا اذن دیتا ہے۔ شہیدوں کا اپنا ایک مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کو اس مقام تک پہنچا دیتا ہے جو دین کی خاطر قربانی کرنے والے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے نواب محمد علی خان صاحب کے بیمار بیٹے کے لئے دعا کی تو جواب آیا کہ نہیں ان کو صحت نہیں ہو سکتی۔ اس کی موت لازمی ہونی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں شفاعت کرتا ہوں۔ شفاعت کا مطلب ہوتا ہے سفارش کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہیں کس نے حق دیا ہے سفارش کا؟ تو اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں کانپ کے رہ گیا اور بڑی استغفار پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے کہا۔ میں تمہیں یہ اذن دیتا ہوں۔

تم آیت الکرسی یاد کرو۔ جب وہ پڑھو گی پھر اس کا ترجمہ پڑھو گی تو تمہیں شفاعت کا مطلب پتا لگ جائے گا۔ بلکہ پڑھو اور ساری واقفات نو کو چاہئے کہ آیت الکرسی یاد کریں اور رات کو سوتے ہوئے اپنے اوپر پھونکا کریں

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

تا کہ تم لوگوں میں نیکیوں کی روح پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ ؤ۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ وقفِ نو بچی کو پوری پانچ نمازیں دن میں پڑھنی چاہئیں یا صرف تین چار کافی ہیں۔**

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** وقف نو کا کیا سوال ہے ہر مسلمان کے لئے پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہر ایک کو پڑھنی چاہئیں۔ تین چار کیا باقی نمازیں تم بخشوا کے آئی ہو۔ وقف نو کا سوال نہیں ہے ہر جو سچا مسلمان ہے اس کے لئے پانچ نمازیں فرض ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کے ہمیں بتائیں کہ کس طرح پڑھنی ہیں کون کون سے وقت پر پڑھنی ہیں اور کتنی تعداد میں پڑھنی ہیں اس لئے یہ تو فرائض ہیں۔ ارکان اسلام کیا ہیں؟ آتے ہیں؟ وقف نو کی بچی ہو اور ارکان اسلام ہی نہیں آتے تو وقف نو کی ٹریننگ آپ نے کیا کرائی ہوئی ہے۔ جس کو ارکان اسلام نہیں آتے اس بیچاری نے نماز کیا پڑھنی ہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج یہ پانچ ارکانِ اسلام ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: سمجھ آئی؟ کلمہ کے بغیر تم مسلمان نہیں ہو سکتی۔ نماز فرض ہے۔ پانچ وقت کے لئے اس کو پڑھنا ضروری ہے۔ اس کے بغیر تم مسلمان نہیں ہو سکتی۔ پھر روزہ ہے جو کہ فرض ہے اور اس میں بعض حالات میں چھوٹ بھی ہے۔ نماز ہر ایک کے لئے فرض ہے اس میں کوئی چھوٹ نہیں۔ باقی جو ارکان ہیں ان میں ہے کہ تم روزہ رکھو۔ بیمار ہو تو نہیں رکھ سکتے۔ مسافر ہو تو نہیں رکھ سکتے۔ چھوٹی عمر ہے تو نہیں رکھ سکتے۔ جب فرض ہو جائیں تو شرائط پوری کرتے ہوئے رکھو۔ زکوٰۃ ان پہ جن کے پاس پیسے ہوں اور ایک حد تک اتنا ہو مال جو پورا سال ان کے پاس رہے۔ یا جانور ہوں یا اور جائیداد ہو وہ زکوۃ دیتے ہیں۔ ان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اور حج ان پر فرض ہے جو رستے کا خرچ بھی دے سکتے ہوں۔ امن اور سکون کی حالت بھی ان کو میسّر ہو۔ حج زندگی میں ایک دفعہ ہی عموماً لوگ کرتے ہیں۔ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ تم نے کہیں اپنے امّاں ابا کو تین نمازیں پڑھتے دیکھ لیا تم سمجھی تین نمازیں ہوتی ہیں۔ تین نمازیں نہیں ہوتیں پانچ ہوتی ہیں: فجر ظہر عصر مغرب عشاء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جو پانچ نمازیں نہیں پڑھتا وہ احمدی نہیں۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ آیا واقفہ نو وکیل بن سکتی ہے؟**

اس کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** وکالت پڑھ سکتی ہیں پریکٹس نہیں کرنی۔ پریکٹس کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھے۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ قرآن مجید میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا تھا کہ وہ سب حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جھک جائیں سب فرشتوں نے حکم مانا مگر شیطان نے کیوں انکار کر دیا؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے جواب میں فرمایا: شیطان فرشتہ نہیں تھا اس لئے نہیں جھکا۔ وہاں کوئی یہ تو نہیں تھا کہ آسمان پر جنت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جنت یہ دنیا ہی تھی۔ آدم کوئی ایک نہیں پیدا ہوا اس سے پہلے بھی آبادیاں تھیں۔ وہاں پرانے لوگ آسٹریلیا میں مثلاً رہتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم پینتالیس ہزار سال پرانے لوگ ہیں۔ یہاں آدم کی عمر تو صرف چھ ہزار سال ہے۔ اس کا مطلب ہے بہت سارے آدم پیدا ہوئے ہیں۔ اس دنیا میں ہی آدم تھا اور جو نیکیاں کرنے والے لوگ تھے اور حکم ماننے والے تھے جن پر فرشتوں کا اثر ہوتا ہے ان کو کہا کہ اس کے سامنے جھکو تا کہ نیکیاں کرو۔ جو شیطانی صفت تھے جو انکار کرنے والے تھے۔ انہوں نے کہا یہ بات ہم تو نہیں مانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ٹھیک ہے تم چلے جاؤ۔ شیطان فرشتہ نہیں تھا۔ فرشتوں کو کہا تو فرشتے جھک گئے۔ شیطان فرشتہ نہیں تھا اس لئے وہ نہیں جھکا۔

☆ **ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ جب ایک بچّہ پیدا ہوتا ہے تو پھر اس کے کان میں کیوں اذان دینی چاہئے۔**

اس کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** دائیں کان میں اذان دیتے ہیں بائیں کان میں تکبیر کہتے ہیں۔ تا کہ پہلی آواز جو اس زندگی میں آ کر سُنے وہ اللہ تعالیٰ کا نام اس کے کان میں پڑے۔ کلمہ طیبہ اس کے کان میں پڑے۔ تا کہ وہ توحید پہ قائم ہو اور اس رسول کا نام پڑے جو توحید قائم کرنے میں سب سے بڑا رسول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان ہو۔

واقفات نو بچیوں کی یہ کلاس آٹھ بج کر 40 منٹ پر ختم ہوئی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعد ازاں نو بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے ہال میں تشریف لائے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین منعقد ہوئی۔

تقریب آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 25 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچوں اور بچیوں نے آمین کی تقریب میں شامل ہونے کی سعادت پائی:

عزیزم باسل احمد، جازب جاوید، عطاء وہاب درّانی، آفاق احمد، لبیب احمد، عدنان احمد اسلم، سدید احمد خواجہ، فیضان احمد باری، فرحان احمد، کامران احمد بٹ، شاویز احمد، بلال کامران زاہد، منیب احمد، معین احمد، فاران احمد، مصوّر احمد۔

عزیزہ علیشبہ داؤد، نمود سحر رائے، سبیکہ عامر، ماریہ محمود، عزیزہ زروا علی، ماریہ منوّر بٹ، سبیکہ بلال، ماریہ ماروش احمد، لینا نایاب احمد۔

آمین کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

آسامیاں

جماعت کے مرکزی شعبہ کمپیوٹر کو لندن میں واقع آفس کے لئے درج ذیل فُل ٹائم آسامیوں کے لئے فوری درخواستیں مطلوب ہیں:

ا۔ نیٹ ورک ایڈمنسٹریٹر ۲۔ کمپیوٹر پروگرامر

امیدوار کے لئے ان شرائط کا پورا کرنا ضروری ہے: امیدوار وقف نو ہو۔ کمپیوٹر میں ڈگری یا اپنے فیلڈ میں کام کرنے کا کم از کم ایک سال کا تجربہ رکھتا ہو۔ محنتی اور ذمہ دار ہو اور کام کو جلد سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

نیٹ ورک ایڈمنسٹریٹر کی آسامی کا درخواست دہندہ نیٹ ورکنگ کا بنیادی علم رکھتا ہو۔ پروگرامر کی آسامی کا درخواست دہندہ PHP میں پروگرامنگ کا تجربہ رکھتا ہو۔ IBM کے AS400 سے واقفیت رکھنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

ایسے افراد جو نیٹ ورکنگ یا پروگرامنگ کا وسیع تجربہ رکھتے ہوں اور اپنے آپ کو کم از کم تین سال کے وقف عارضی کے لئے پیش کرنا چاہتے ہوں اس آسامی کے لئے درخواست بھجوا سکتے ہیں۔

خواہشمند افراد اپنا CV اپنے صدر جماعت سے تصدیق شدہ خط کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

Mirza Mahmood Ahmad, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL

یا ای میل کریں mahmood.ahmad@alshirkat.co.uk

NINE VACANCIES - Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1. **Indonesian Speaker** 2. **Bangla Speaker** 3. **Persian Speaker**
4. **Arabic Speaker** 5. **Urdu Speakers (3 vacancies)**

We are a UK registered charity, a religious community, that runs its own training academy and TV channels for viewers all over the world.

ABOUT THE ROLES: We are inviting applications for the following nine posts of Minister of Religion. All candidates will be expected to lead congregational prayers, have a dynamic preaching record, be fully conversant with both Arabic and Urdu languages and in addition to a recent equivalent to English Language level B2 on the CEFR have the additional main qualifications/experience listed below. The successful applicants may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs.

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following:

	Main qualification/work	*Likely posting*
Indonesian speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Bangla speaker	Prepare and present religious programmes on TV	London SW19
Arabic speaker	Assist Arabic desk present religious programmes on TV	Tilford Surrey
English speaker	Research, edit preaching literature and periodicals	London SW19
Urdu speaker	Lead presentation of religious TV programmes	London SW19
Urdu speaker	Minister of Religion, preaching and propagation	Oxford
Persian speaker	Farsi translation and promote literary research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Hadith critical appraisal and mysticism research	Minister of Religion training academy Hampshire
Urdu speaker	Jurisprudence, history and biographies	Minister of Religion training academy Hampshire

Lead and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from the relevant languages specified above; carry out research on secular and non-secular subjects, publish periodicals, participate in inter-community matters; liaise with members of the community and resolve social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or religious/cultural educational programmes; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager and working with the Channel Head, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:
You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. You must have interpretation skills in Urdu and Arabic languages and as specified in respect of the first four and seventh vacancies with a good understanding of Indonesian, Bangla, Arabic, English or Persian. You should have served as a Minister of Religion for not less than two years (except for the lead presenter of religious TV programmes where up to 6 months Minister of Religion practical experience supplemented by a thorough TV broadcasting knowledge would suffice) and have a good record of performance. For all vacancies, you will preferably have some previous broadcasting experience, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East. You should also possess good interviewing, listening and spoken communication skills, be able to follow instructions, memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure.

QUALIFICATIONS REQUIRED: You are expected to have either:
a Shahid "degree" or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college or at NVQ3 level or a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies; or a relevant HND level qualification; or an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience (6 months for lead TV presentation of religious programmes); or at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:
Meets minimum wage or £3,420/- per annum (for 35 hours a week on average; plus rent free accommodation with all utilities eg council tax, water rates, gas, electricity paid by the Employer; travel expenses reimbursed; 25 paid holidays per annum.)

Closing Date: 23 August 2014
Please apply to:
Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:
The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر130)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ مارچ/اپریل 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

اسلامی اصطلاحات کو مٹانے کی مہم

شیخوپورہ؛ یکم اپریل 2014ء: شیخوپورہ میں احمدیوں کی مخالفت کی ایک لہر چل رہی ہے۔ مخالفین احمدیت کی طرف سے دائر کردہ ایک درخواست پر پولیس آج کل احمدیوں کی دکانوں سے عربی عبارات مٹانے کا کام کررہی ہے۔ اس تمام تر کارروائی کے پیچھے ایک کالعدم مذہبی تنظیم کا ہاتھ ہے۔

اس دوران جماعتِ احمدیہ کے ذمہ دار افراد پر مشتمل ایک وفد نے انتظامیہ سے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ جماعتِ احمدیہ سے تعلق رکھنے والا ہر فرد اسلامی عبارات اور اصطلاحات کا دل وجان سے اعزاز کرتا ہے اور انہیں ان عبارات کے مٹائے جانے پر شدید افسوس ہے۔ علاقے کے ایس پی نے اس بات کو سمجھتے ہوئے احمدیوں کو اس ملاقات میں یہ کہا کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔

دو دن بعد پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے ایک اور احمدی شیخ بلال کی دکان کے سائن بورڈ سے ''ماشاءاللہ'' کے الفاظ مٹا دیے۔

ٹنڈوالہ یار کے بارے میں تفصیلات

ٹنڈوالہ یار، سندھ؛ اپریل 2014ء: ماہ مارچ کی رپورٹ میں دینی مدرسہ کے طلباء کی جانب سے ٹنڈوالہ یار کی احمدیہ مسجد پر ہونے والے حملے اور وہاں پر موجود مبلغِ سلسلہ پر لگائے جانے والے قرآن کریم کی بے حرمتی کے بے بنیاد الزامات کا ذکر گزر چکا ہے۔

اس واقعہ کے بعد جماعتِ احمدیہ کے ذمہ دار افراد پر مشتمل ایک وفد نے انتظامیہ سے ملاقات کی اور احمدیوں کو تحفظ فراہم کرنے کی بات کی۔ علاقہ کے ایس ایس پی نے وہاں کے احمدیوں کو یہ تجویز دی کہ وہ اس علاقہ سے کسی محفوظ مقام کی طرف نقل مکانی کر جائیں۔ اس جدید دور میں معاشرے کے پرامن اور اپنے تمام تر فرائض سرانجام دینے والے شہریوں کو پولیس کا تحفظ فراہم کرنے کی بجائے یہ مشورہ دینا کہ علاقہ چھوڑ جاؤ تعجب انگیز بات ہے۔ اس پر احمدیوں نے کہا کہ پہلے ان سے دھوکا کیا گیا، ان پر حملہ کیا گیا، ان کے خلاف ایک سراسر بے بنیاد مقدمہ قائم کیا گیا اور اب ان سے یہ کہا جارہا ہے کہ اس علاقے سے نقل مکانی کر جاؤ جہاں وہ کئی دہائیوں سے رہائش پذیر ہیں اور ان کے مکان، ان کے کاروبار اس علاقہ میں چل رہے ہیں! اس پر متعلقہ افسر نے بات کو سمجھتے ہوئے ان کی مدد کرنے کا وعدہ کیا۔

دوسری جانب جماعتِ احمدیہ کے مبلغ سلسلہ طاہر احمد خالد جنہیں ابتدائی طور پر یہ کہہ کر حراست میں لیا گیا تھا کہ پولیس ان کی حفاظت کی ذمہ دار ہے، اب تک پولیس کی حراست میں ہیں! 19/اپریل کو ہونے والی شنوائی میں سیشن کورٹ کے جج نے ان کی درخواست برائے ضمانت کو مسترد کردیا۔ اگرچہ ان پر لگایا جانے والا الزام سراسر جھوٹا اور بیہودہ ہے لیکن پھر بھی اس صورتحال میں طاہر احمد خالد کو اپنی ضمانت کے لیے ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانا ہوگا۔

سکول کے بچوں اور ان کے والدین کی آزمائش

چک چٹھہ، ضلع حافظ آباد؛ اپریل 2014ء: مکرم حبیب الرحمٰن صاحب گورنمنٹ پرائمری سکول حمید آباد میں پڑھاتے ہیں۔ اس علاقہ کی اکثر آبادی دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتی ہے اور احمدیوں کی مخالفت میں پیش پیش ہے۔ اس سکول میں تقسیمِ انعامات ہونا قرار پائی۔ اس تقریب میں سکول میں پڑھنے والے بچوں کے والدین بھی مدعو تھے۔ اس تقریب سے ایک روز قبل لوکل مسجد کے ملّاں نے جس کا نام افضل بتایا جاتا ہے سکول کی انتظامیہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ اگر حبیب الرحمٰن کی فیملی کا کوئی بھی فرد اس تقریب میں شامل ہوا تو اس کے جتھے کے لوگ اس تقریب کا بائیکاٹ کردیں گے۔ حبیب الرحمٰن صاحب کو معاملہ کی سنگینی کے متعلق مطلع کردیا گیا۔ اس پر حبیب الرحمٰن صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ ان حالات میں ان کے بچوں کی والدہ اس تقریب میں شامل نہ ہوں گی۔ دریں اثناء جبکہ دیگر تمام بچوں کے والدین اس تقریب میں شامل تھے۔ حبیب الرحمٰن صاحب کے بچوں نے بات کو دل پر لے لیا اور پریشانی میں رونا شروع کردیا۔ گاؤں کے بعض شرفاء نے ان کے ساتھ ہمدردی کی لیکن ساتھ ہی ان پر یہ بھی واضح کردیا کہ وہ اس معاملہ میں ان کی کوئی بھی مدد نہیں کر پائیں گے۔ انہوں نے حبیب الرحمٰن صاحب کو بتایا کہ ایک پیر اور کچھ ملّاں اس مقامی مولوی سے مل کر گئے تھے اور انہوں نے اس مولوی سے کہا تھا کہ اس قادیانی ٹیچر (حبیب الرحمٰن) کو جلد از جلد اس سکول سے فارغ کرواؤ۔ اس کے بعد یہ تمام واقعہ رونما ہوا ہے۔

اوکاڑہ میں ہونے والی گرفتاریاں

نامہ جنڈا کیہ ضلع اوکاڑہ؛ 3/اپریل 2014ء: ماہ مارچ میں یہاں کی مقامی جماعت کے صدر میاں محمد یار اور ان کے بیٹے انس احمد کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ قائم کرلیا گیا تھا۔ 3/اپریل کو ان کے مقدمہ کی سماعت تھی جس میں ضمانت پر ان کی رہائی کا فیصلہ متوقع تھا۔ اس مقدمہ کی سماعت کے وقت لگ بھگ تیس کے قریب ملّاں کمرۂ عدالت میں جمع ہوگئے۔ اس پر جج نے تمام ملّاؤں کو کمرے سے باہر نکال دیا اور سماعت کو مؤخر کردیا۔ ایک گھنٹہ کے بعد اسی عدالت میں تیس ہی کے قریب وکلاء اکٹھے ہوئے اور انہوں نے ملّاؤں کی سائڈ لیتے ہوئے جج پر دباؤ ڈالنے کی کوشش کی۔ میاں محمد یار نے اپنے وکیل کے بیمار ہونے کی بنا پر سماعت کی اگلی تاریخ لے لی۔

اگلی تاریخ 5/اپریل دی گئی۔ اس تاریخ پر جج نے ان دونوں احمدیوں کی ضمانت کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔

USCIRF 2014 کی سالانہ رپورٹ۔ پاکستان

واشنگٹن ڈی سی: دی یونائیٹڈ اسٹیٹس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلیجیس فریڈم اپنی سالانہ رپورٹ اپریل 2014ء میں منظرعام پر لائی۔ اس رپورٹ میں جنوبی ایشیا میں مذہبی آزادی کی بگڑتی صورتحال کے بارے میں جو اعداد و شمار دیے گئے ہیں ان میں سے پاکستان کے بارے میں دی گئی رپورٹ کا خلاصہ درج ذیل ہے:

'ان ممالک میں جنہیں امریکہ نے "Countries of particular concern" کے زمرے میں شامل نہیں کیا پاکستان مذہبی رواداری اور آزادی کے لحاظ سے دنیا بھر میں بدترین صورتحال کی عکاسی کرتا ہے۔ سالِ گزشتہ میں پاکستان کی تاریخ میں مذہبی شدّت پسندی کی خطرناک ترین صورتحال رہی۔ اس سال کے دوران زیادہ تر شیعوں کو مذہبی شدّت پسندی کا نشانہ بنایا گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسیحی، احمدی اور ہندو بھی مذہبی شدّت پسندوں کے شرّ سے محفوظ نہ رہ سکے۔ موجودہ گورنمنٹ اور گزشتہ گورنمنٹ دونوں مذہبی اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنے میں بری طرح ناکام ہیں اور نہ ہی وہ ان واقعات میں ملوّث مجرموں کو پکڑ کر قرار واقعی سزا دے سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاکستان میں موجود 'توہینِ رسالت' کے قانون اور 'امتناعِ قادیانیت آرڈیننس' کو مذہبی منافرت اور امن و امان کی صورتِ حال کو خراب کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا۔ USCIRF امسال پھر سفارش کرتا ہے کہ پاکستان کو بھی "Countries of particular concern" کی فہرست میں شامل کرلیا جائے۔ یہ کمیشن سال 2002ء سے اس امر کی سفارش کررہا ہے۔'

In Luton Town (UK)

لاہور؛ اپریل 2014ء: ایک انگریزی جریدہ The Friday Times نے اپنی 18 تا 24 اپریل 2014ء کی اشاعت میں 'زینیا معروفی' کی تحریر کردہ ایک رپورٹ شائع کی جس کا عنوان "In Luton Town" تھا۔ اس رپورٹ میں زینیا نے انگلستان کے شہر Luton کے ایک اخبار "The Luton" کے ایک بیان کو زبردست تنقید کا نشانہ بنایا جس میں اس اخبار نے مقامی مسلمانوں کے ایڈیٹر سے رابطہ کرنے پر احمدیوں کی طرف سے شائع شدہ ایک اعلان سے صرف اس وجہ سے لاتعلقی کا اظہار کردیا تھا کیونکہ اس میں احمدیوں نے اپنے آپ کو 'مسلمان' ظاہر کیا تھا۔ یہ رپورٹ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

احمدی پروفیسر کو پریشان کیا جاتا ہے

ڈسکہ، ضلع سیالکوٹ؛ مارچ/اپریل 2014ء: مکرم سہیل محمود بابر صاحب کو جو مقامی ڈگری کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں اپنے کالج کی انتظامیہ اور بعض طلباء کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ ان پر ان لوگوں کی طرف سے توہینِ رسالت کا جھوٹا الزام لگایا گیا جس پر انہیں ڈسکہ سے ہجرت کرکے کسی اور جگہ پر منتقل ہونا پڑا۔

تفصیلات کے مطابق ان کے کالج کے چار طلباء نے غالباً بعض مخالف اساتذہ کے انگیخت کرنے پر سہیل بابر صاحب کے خلاف ایک درخواست دی جس میں ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ سہیل بابر طلباء سے غیر مناسب سلوک کرتے رہے ہیں۔ درخواست میں کہا گیا کہ وہ:

- طلباء کو یہ بات ماننے پر مجبور کرتے رہے کہ قرآن کریم (نعوذ باللہ) تحریف شدہ کتاب ہے۔
- طلباء کو یہ بات ماننے پر مجبور کرتے رہے کہ بائبل میں کوئی ردّوبدل نہیں ہوا اور وہ اپنی اصل صورت پر قائم ہے۔
- یہ کہتے تھے کہ قرآن کریم (نعوذ باللہ) سراسر جھوٹ ہے۔
- پرندوں کے چہچہانے کو حدیث کہتے تھے۔
- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے رہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے شخص پر جو احمدیوں کو جانتا ہے یا احمدیوں کے عقائد سے واقف ہے یہ الزامات پڑھنے سے ہی واضح ہو جائے گا کہ یہ تمام الزامات سراسر بے بنیاد ہیں کیونکہ ان میں سے کوئی ایک بھی بات نہ تو احمدیوں کے عقائد سے موافقت رکھتی ہے اور نہ ہی کوئی احمدی اس قسم کی کوئی بات سوچ بھی سکتا ہے!

کالج کے پرنسپل نے بعض ایسوسی ایٹ/اسسٹنٹ پروفیسرز اور ایک لیکچرر پر مشتمل پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دی اور اس معاملہ کی چھان بین کرکے رپورٹ دینے کا کہا۔

ہمیں یہاں یہ انتہائی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ اکیسویں صدی کی دوسری دہائی میں رہنے والے پاکستان کے پڑھے لکھے طبقہ کے لوگوں پر مشتمل اس کمیٹی نے نہ صرف یہ کہ ان چار طلباء کے جھوٹے الزامات کی تصدیق کی بلکہ پروفیسر سہیل بابر نے جو کچھ اپنی صفائی میں کہا اسے خاطر میں نہ لائے۔

نفرت و تعصب اور بغض سے بھرے ہوئے ان لوگوں نے اپنی رپورٹ میں کالج کے پرنسپل کو یہ سفارش کی کہ 'اس معاملہ کو قانونی تقاضے پورے کرنے کے لیے متعلقہ پولیس اسٹیشن کے سپرد کردینا چاہیے تاکہ وہ اس معاملہ کی تفتیش کریں اور ملزم کو قرار واقعی سزا دلوانے کی کارروائی کر سکیں۔' پاکستانی اکیڈیمیا سے تعلق رکھنے والے مستقبل کے معماروں کے گائیڈ، توہینِ رسالت کے قانون کو دل وجان سے ماننے والے پروفیسرز کی کمیٹی میں سے کسی ایک میں بھی یہ جرأت نہ تھی کہ سراسر زیادتی پر مشتمل ان سفارشوں کی مخالفت ہی کردے!

اس کارروائی پر سہیل بابر کافی پریشان ہوگئے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز نے ان کا تبادلہ کسی دوسرے شہر کے کالج میں کرنے کا حکم دے دیا۔ سہیل بابر جن پر توہینِ رسالت کا الزام لگ چکا تھا اپنے گھر والوں کو لے کر ایک دور دراز شہر کی طرف ہجرت کر گئے۔ یقینی بات ہے سہیل بابر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رہتے ہیں اور عین ممکن تھا کہ ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جاتا جو آسیہ، رمشا اور گورنر تاثیر مجتبیٰ کے ساتھ کیا گیا!

یہاں یہ بات درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف احمدیوں کے خلاف مخالفت کا بازار گرم ہے تو دوسری جانب کچھ لوگ ملک کی ناگفتہ بہ صورتحال کی اصل وجہ کی نشاندہی کرتے نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اخبار روزنامہ نوائے وقت کا شمار دائیں بازو سے تعلق رکھنے والے اخبارات میں ہوتا ہے لیکن پھر بھی اس نے اپنی 6/اکتوبر 2013ء کی اشاعت میں ڈاکٹر اعجاز اکبر خواجہ کے ایک کالم کو شائع کیا۔ کالم کا عنوان بھی بہت معنی خیز ہے: ''اے اللہ اسلام کو ''مسلمانوں'' سے محفوظ رکھ''۔ ڈاکٹر اعجاز اس میں لکھتے ہیں:

''کون، کب کسی کو مار دے کافر کہہ کے
شہر کا شہر مسلمان ہوا پھرتا ہے
...اب بہت ہو چکا ظلم وستم جوئے خوں سر سے گزر رہی ہے۔''

اگرچہ اس شعر کو کسی اور طریق سے بھی پڑھا اور لکھا جاتا ہے لیکن اس شعر کا مطلب ہر قاری پر واضح ہے۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم خلیل احمد صاحب سولنگی شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 3 دسمبر 2010ء میں مکرم اکبر احمد عدنی صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم خلیل احمد صاحب سولنگی شہید کا ذکرخیر کیا گیا ہے جنہوں نے 28 مئی 2010ء کو دارالذکر لاہور میں شہادت کا جام پیا۔

محترم خلیل احمد سولنگی صاحب ابن مکرم نصیر احمد صاحب سولنگی کے آباؤ اجداد کا تعلق کھارا نزد قادیان کے ساتھ تھا۔ ان کے دادا حضرت ماسٹر محمد بخش سولنگی صاحبؓ تھے۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہ خاندان گوجرانوالہ میں آباد ہوا۔

شہید مرحوم نے گورنمنٹ کالج لاہور سے الیکٹریکل انجینئرنگ کرنے کے بعد پانچ سال واپڈا میں ملازمت کی پھر اپنے والد صاحب کے ساتھ کاروبار شروع کردیا۔ والد صاحب کی وفات کے بعد اپنا کاروبار شروع کیا۔ 1997ء میں یہ لاہور آگئے اور یہاں کاروبار کرتے رہے اور ایک سال پہلے گارمنٹس کے امپورٹ کا امریکہ میں کاروبار شروع کیا اور امریکہ میں رہائش پذیر تھے۔

محترم سولنگی صاحب نے خدمت دین ساری زندگی جاری رکھی۔ پاکستان میں قیام کے دوران پہلے گوجرانوالہ میں آپ بطور ناظم اطفال، قائد ضلع اور قائد علاقہ مجلس خدام الاحمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی حیثیت سے خدمت بجالاتے رہے۔ لاہور شفٹ ہونے کے بعد یہاں بھی ناظم مجلس انصاراللہ علاقہ لاہور اور جنرل سیکرٹری ضلع لاہور کے علاوہ مرکزی مشاورتی بورڈ برائے صنعت و تجارت کے صدر اور ممبر کے طور پر لمبا عرصہ خدمات بجالاتے رہے۔

شہادت کے وقت شہید مرحوم کی عمر 51 سال تھی۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ ایک ماہ قبل امریکہ سے پاکستان اپنے کاروبار کے سلسلے میں پاکستان آئے تھے اور شہادت کے روز نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے مسجد دارالذکر پہنچے تھے۔ حملہ کے دوران صحن میں سیڑھیوں کے نیچے باقی احباب کے ساتھ قریباً ایک گھنٹہ رہے۔ شائد بیسمنٹ میں چلے جاتے لیکن انہوں نے دیکھا کہ ایک زخمی بھائی ہے اس کو بچانے کے لئے سیڑھیوں سے نیچے کھینچنے کی کوشش میں دہشتگرد کی فائرنگ کا نشانہ بن گئے اور ان کے سینے کی دائیں طرف گولی لگی۔ کافی دیر تک زخمی حالت میں سیڑھیوں کے نیچے رہے اور پھر شہید ہوگئے۔

حضورانور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں شہید مرحوم کا ذکرخیر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ انتہائی مخلص مالی جہاد میں پیش پیش تھے، گوجرانوالہ میں محلّہ بھگوان پورہ میں مسجد بھی تعمیر کروائی۔ دارالضیافت ربوہ میں ریسپشن ڈیسک قائم کرنے کے لئے بھی آپ نے خرچ دیا۔ محنتی اور نیک انسان تھے۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف بڑی توجہ دیتے رہے۔ ہر کام شروع کرنے سے پہلے خلیفہ وقت سے اجازت اور رہنمائی لیتے تھے۔ ان میں خلافت کی اطاعت بے مثال تھی۔ ان کا بزنس پاکستان میں تھا۔ ان کے کاروباری اور بعض دوسرے حالات کی وجہ سے میں نے ان کو کہا کہ امریکہ چلے جائیں تو لاہور سے اسی وقت فوری طور پر وائنڈ اَپ کر کے امریکہ چلے گئے۔ انہوں نے بہت سے احمدی بے روزگار افراد کی ملازمت کے سلسلہ میں مدد کی۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں ہماری گھریلو زندگی بھی بڑی مثالی تھی۔ مثالی باپ تھے، مثالی شوہر تھے۔ ہر طرح سے بچوں کا اور بیوی کا خیال رکھنے والے۔ دروازے پر کوئی ضرورتمند آجاتا تو کبھی اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔ لوگ آپ کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لئے آتے اور بڑا اچھا مشورہ دیا کرتے تھے۔ اسی لئے مرکزی صنعتی بورڈ کے ممبر بھی بنائے گئے تھے۔ بڑے ہنس مکھ اور زندہ دل انسان تھے۔ ہر مشکل کام جو بھی ان کے سپرد کیا جاتا بڑی خوشی سے لیتے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو صلاحیت دی ہوئی تھی اس کو بخوبی سرانجام دیتے تھے۔ انہیں دوسروں سے کام لینے کا بھی بڑا فن آتا تھا۔ بہت نرم گفتار تھے، اخلاق بہت اچھے تھے۔ حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے مسجد بیت الفتوح کی جب تحریک کی ہے تو فوراً فیکس کے ذریعے اپنا وعدہ کیا اور وعدہ فوری طور پہ ادا بھی کردیا۔ جلسہ سالانہ قادیان کے انتظامات میں ان کے پاس ٹرانسپورٹ کا شعبہ ہوتا تھا اور انتہائی خوبی اور ذمہ داری سے یہ کام کرتے تھے۔

حضورانور نے فرمایا کہ میرے ساتھ بھی ان کا تعلق کافی پرانا خدام الاحمدیہ کے زمانہ سے ہے۔ مرکز سے مکمل تعاون اور اطاعت کا نمونہ تھے۔ جیسے بھی حالات ہوں جس وقت بلاؤ فوراً اپنے کام کی پروانہ کرتے ہوئے حاضر ہوجایا کرتے تھے۔ اب بھی جب (پاکستان) گئے ہیں، مجھے لندن مل کے گئے ہیں۔ اور گو حالات کی وجہ سے میں نے ان کو کہا بھی تھا کہ احتیاط کریں، بہرحال اللہ تعالیٰ نے شہادت مقدّر کی تھی۔ ان کو یہ بھی فکر تھی کہ جو حضرت مسیح موعود کو ماننے میں پہل کرنے والے ہیں، ان کی بعض اولادیں وہ خدمت نہیں کررہیں۔ میرے ساتھ درد سے یہ بات کر کے گئے اور بعض معاملات میرے پوچھنے پر بتائے بھی۔ رائے دینے میں بھی بہت اچھے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ خلافت کے مقابلے پہ کوئی دوستی اور رشتے داری کسی قسم کی حیثیت نہیں رکھتی۔ 1974ء میں آپ کے خاندان کے بعض افراد نے کمزوری دکھائی۔ آپ اس وقت بہت کم عمر تھے مگر اپنے خاندان کو اسی حالت میں چھوڑ کر امیر جماعت چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کے گھر چلے گئے جہاں ساری جماعت پناہ گزین تھی اور وہاں ڈیوٹیاں دینی شروع کردیں۔ مالی قربانی کھلے دل سے کرتے تھے۔ ایک پلاٹ کی قیمت پچاس لاکھ روپے تھی۔ انہوں نے کہا میں ادا کردوں گا۔ بہرحال وہ تو نہیں ملا لیکن اس کے مقابلے پر ایک اور کوٹھی چوالیس لاکھ روپے کی مل گئی، جس کی قیمت انہوں نے ادا کی اور جو جماعت کے گیسٹ ہاؤس کے طور پر اس وقت استعمال ہورہی ہے۔ اس سے پہلے مسجد کے لئے بھی کافی بڑی رقم دے چکے تھے لیکن کبھی یہ نہیں کہا کہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے میں نے رقم دی ہے۔ خلافت جوبلی کے موقع پر لاہور کی طرف سے جو قادیان میں گیسٹ ہاؤس بنا ہے، اس کی تعمیر کے لئے بھی انہوں نے دس لاکھ روپیہ دیا۔ خدام الاحمدیہ کا گیسٹ ہاؤس جو ربوہ میں ہے اس کی رینوویشن کے لئے انہوں نے بڑی رقم دی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں پیش پیش تھے، وقت کی قربانی میں بھی پیش پیش تھے۔ اطاعت اور تعاون اور واقفینِ زندگی اور کارکنان کی عزت بھی بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ پیسے کا کوئی زعم نہیں۔ جتنا جتنا ان کے پاس دولت آتی گئی میں نے ان کو عاجزی دکھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ محترم خلیل احمد سولنگی صاحب شہید کی خلافت سے محبت اور اطاعت کی کیفیت کو بیان کرنا مشکل ہے۔ حضرت خلیفۃالمسیح کے اشاروں کو بھی سمجھ کر اس کی تعمیل پر کمربستہ رہنے والے اور اطاعت میں برکت کے متلاشی رہتے۔ جب 1974ء میں گوجرانوالہ میں فسادات ہوئے تو اس وقت ان کے میٹرک کے امتحانات ہورہے تھے۔ یہ اپنے گھر والوں کو لاہور چھوڑ کر خود واپس گوجرانوالہ آگئے تھے۔ جب ان کے گھر پر حملہ ہوا تو انہوں نے پڑوسیوں کے گھر میں جاکر جان بچائی اور شرپسندوں نے ان کا سارا گھر جلا دیا۔ حملہ ہونے کے بعد گھر سے نکلتے ہوئے واحد چیز جو شہید مرحوم نے اٹھائی وہ آپ کی حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کے ساتھ تصویر تھی۔

خلافت سے یہ وابستگی صرف ان کی ذات تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ہر سال بچوں کو جلسہ سالانہ برطانیہ پر لے کر جاتے اور کوئی بات ہوتی تو بچوں کو فوراً حضورانور کی خدمت میں دعا کے لیے لکھنے کی تلقین کرتے۔ حضورانور سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے تو خلافت سے محبت آپ کی آنکھوں سے چھلکتی۔

مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے لیکن جو بھی خدمت کرتے تھے کبھی اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ بہت سے خاندانوں کی خاموشی سے مدد کرنے والے تھے۔ کسی نے بھی مدد طلب کی تو کبھی نہ نہیں کی۔ بہت سے بے روزگاروں کو انہوں نے نوکری دی، بہت سے بچوں کی سکول کی فیس کی ذمہ داری انہوں نے اٹھائی ہوئی تھی۔ آپ خدمت خلق کے یہ کام بلاتمیز مذہب و ملت کیا کرتے تھے۔ بعض غیراحمدی ڈاکٹرز بھی آپ کی اس خدمت کے وصف کو جانتے ہوئے آپ سے رابطے میں رہتے اور جب کبھی کوئی مستحق مریض ان کے پاس آتا تو مرحوم ہزاروں روپے ان کو مستحق مریضوں کے علاج معالجہ کے لیے بھجوادیتے۔

جماعتی کاموں کے سلسلہ میں ہمیشہ انہوں نے فوری اور اچھے ردعمل کا اظہار کیا اور اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی کام کہا جاتا تو فوراً خود بھی ساتھ ہی چل پڑتے تھے۔ اپنے تمام کاموں پر جماعتی کاموں کو ترجیح دیتے تھے۔ جب بھی کبھی امیر صاحب ضلع کا یا صدر صاحب حلقہ کا فون آتا تو اپنے تمام کام چھوڑ چھاڑ کر، کوئی بھی وقت ہوتا، خواہ رات ہوتی، بلاتردّد چلے جاتے۔ غرض آپ نے اپنی اولاد کی بھی اسی رنگ میں تربیت کی۔ ان کے بچے بیان کرتے ہیں کہ جب بھی ہمارے والد صاحب گھر آتے تھے تو سب سے پہلے ہم سے یہی پوچھتے تھے کہ آپ نے نماز ادا کی یا نہیں۔ بچوں کو خاص طور پر بچیوں کو خود جماعتی اجلاسات وغیرہ میں چھوڑنے جاتے، واپسی پر ان سے اجلاس میں ہونے والی باتیں پوچھتے اور ہمیشہ ان کو کہتے تھے کہ جماعتی پروگرام سے غیرحاضری نہیں کرنی چاہیے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اگلے دن کوئی امتحان ہوتا۔ مگر آپ کہتے تھے کہ جماعتی کام کروگے تو اس میں برکت پڑے گی، امتحان اور اچھے ہوجائیں گے۔

نہایت دھیمی اور خوشگوار طبیعت پائی۔ ہر وقت چہرے پر تبسم چھلکتا اور عمدہ اور لطیف مذاق رکھنے والے تھے۔ جو بھی ان سے ملا گہرے نقوش اس کے ذہن پر مرتسم ہوئے۔ عائلی زندگی مثالی، مخلص اور محبت کرنے والے دوستوں کا حلقہ، کاروباری دنیا میں اعتماد اور دیانت کی علامت اور جماعتی حلقوں میں وفا شعار اطاعت گزار نیک منش اور نیک چلن۔ ان کی زندگی قابل رشک اور قابل صدستائش تھی۔ اور مرکر بھی بلاشبہ اس گروہِ عشاق میں شامل ہوئے جو رہتی دنیا تک قابل فخر و ستائش رہے گا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 اگست 2010ء میں مکرم سید اسرار احمد توقیر صاحب کے قلم سے ''رمضان مبارک'' کے عنوان سے ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک
تمہیں رحمتوں کا یہ ساماں مبارک

یہ روزہ نہیں ہے دوائی ہے دل کی
اسی سے تو ہوتی صفائی ہے دل کی
ہر اک درد کا یہ ہے درماں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

عبادت کریں گے خشوع و خضوع سے
بچائے وہ جائیں گے خوف اور جُوع سے
خدا کا یہی تو ہے فرماں مبارک
مبارک مبارک یہ رمضاں مبارک

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 جولائی 2010ء میں مکرمہ ف۔ ظہور صاحبہ کی ایک نظم ''28 مئی کے جانثاروں کے نام'' شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

یہ کون نیزے پہ اٹھ کر ہنسا ہے مقتل میں
ہوا کے ہونٹوں پہ لوگو! یہ نام کس کا ہے؟
کھڑے ہیں دونوں جہاں اشک بار، لب بستہ
قضا کے چہرے پہ نقش دوام کس کا ہے؟
یہ کیسے چاند زمیں میں اتار آئے ہیں؟
زمانے چپ ہیں کہو یہ مقام کس کا ہے؟
ہزار پردوں میں قاتل چھپے مگر پھر بھی
لہو پکار رہا ہے یہ کام کس کا ہے؟
نہ بے قراری، نہ ڈر ہے، نہ مصلحت کی آڑ
یہ کیسی قوم ہے؟ اور یہ امام کس کا ہے؟

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 18, 2014 – July 24, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 18, 2014

00:20	World News
00:40	Dars-ul-Quran: Recorded on January 20, 1998.
02:10	Dars-e-Malfoozat
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:45	Seminar Seerat-un-Nabi
04:40	Chef's Corner: A series of culinary programmes teaching how to prepare a variety of dishes.
05:20	Ramadan Fiqah Ki Roshni Mein
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:10	Yassarnal Quran
07:35	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
09:10	Indonesian Service
10:25	Dars-ul-Quran: Recorded on January 21, 1998.
11:35	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:20	Noor-e-Mustafwi
13:35	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:55	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
14:25	Shotter Shondhane
15:45	Hamara Aaqa
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
17:50	World News
18:10	Real Talk
19:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:15	Ramadan Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda

Saturday July 19, 2014

00:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
01:05	World News
01:35	Dars-ul-Quran: Recorded on January 21, 1998.
02:45	Friday Sermon: Recorded on July 18, 2014.
04:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
04:55	Real Talk
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about the Islamic calendar.
08:30	International Jama'at News
09:05	Seerat-un-Nabi: A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad saw.
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 22, 1998.
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:35	Al-Tarteel
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Islami Mahino Ka Ta'aruf
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Seerat-un-Nabi
19:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:30	International Jama'at News
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:20	Story Time23:00 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Sunday July 20, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 22, 1998.
02:00	Seerat-un-Nabi
02:55	Tilawat: Recitation of the Holy Qur'an.
03:45	Friday Sermon: Recorded on July 18, 2014.
05:10	Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about the Islamic calendar.
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:10	Yassarnal Quran
07:35	Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
08:45	Indonesian Service
10:00	Live Live Asr-e-Hazir: A live and interactive Urdu talk show series exploring contemporary issues and discussing their possible solutions in the light of Islamic teachings.
10:55	Dars-ul-Quran: Recorded on January 24, 1998.
12:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:55	Friday Sermon [R]
14:00	Shotter Shondhane
15:10	MTA Variety
16:15	Chef's Corner
16:50	Kids Time
17:20	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Seminar Seerat-un-Nabi
19:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:25	Roots To Branches: A discussion programme about the history of the Ahmadiyya Muslim Jama'at.
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Monday July 21, 2014

00:35	World News
01:15	Dars-ul-Quran: Recorded on January 24, 1998.
02:45	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
03:50	Friday Sermon: Recorded on July 18, 2014.
04:55	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:20	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
07:40	Al-Tarteel:
08:10	International Jama'at News
08:50	Blessings And Importance Of Ramadan
09:45	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on May 2, 2014.
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 25, 1998.
12:15	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
13:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
13:30	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Blessings And Importance Of Ramadhan
16:00	Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about beliefs of Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:25	Kids Time: An educational programme for children discussing various prayers, hadith and general Islamic knowledge.
18:55	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:10	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:15	Blessings And Importance Of Ramadan
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:20	Malayalam Service
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Tuesday July 22, 2014

00:05	World News
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 25, 1998.
02:00	Seerat-un-Nabi
02:50	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
03:45	Friday Sermon: Recorded on October 10, 2008.
05:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
05:20	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:05	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:30	Real Talk
08:30	Quran Quiz
09:25	Noor-e-Mustafwi
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 26, 1998.
12:15	Alif Urdu: A series of educational programmes teaching Urdu to people of all ages, using various interactive techniques to enhance learning.
13:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:30	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	As-Sayyam: A Ramadan programme where scholars of the Jama'at answer questions about the Islamic holy month of fasting.
15:30	Spanish Service
16:00	Press Point
17:00	Noor-e-Mustafwi
17:15	Yassarnal Quran
17:40	World News
18:00	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 18, 2014.
19:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:10	Alif Urdu
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:15	Press Point
23:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Wednesday July 23, 2014

00:15	World News
00:35	Dars-ul-Quran: Recorded on January 26, 1998.
01:50	Noor-e-Mustafwi
02:05	As-Sayyam
02:50	Tilawat
03:45	Press Point
04:45	Quran Quiz
05:45	Noor-e-Mustafwi
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
07:15	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:45	Real Talk
08:50	Hamdiyya Majlis: A pre-recorded evening of Urdu poetry.
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 27, 1998.
12:20	Quran Sab Se Acha
13:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
13:30	Al-Tarteel
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Live Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
16:05	Kids Time
16:35	Faith Matters
17:25	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Seerat-e-Rasool
19:05	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:30	Dars-ul-Quran [R]
23:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Thursday July 24, 2014

00:00	World News
00:30	Dars-ul-Quran: Recorded on January 27, 1998.
02:15	Seerat-e-Rasool
02:50	Tilawat & Dars-e-Hadith
04:00	Deeni-O-Fiqahi Masail
05:15	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
07:00	Yassarnal Quran
07:40	Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
08:45	Seminar Seerat-un-Nabi
09:45	Indonesian Service
11:00	Dars-ul-Quran: Recorded on January 28, 1998
12:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:55	Friday Sermon: Recorded on July 24, 2014.
14:00	Live Shotter Shondhane
16:00	Chef's Corner
16:30	Faith Matters
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Seminar Seerat-un-Nabi
19:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
20:10	Ramadhan Fiqah Ki Roshni Mein
21:00	Dars-ul-Quran [R]
22:15	Beacon Of Truth
23:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 11 July, 2014 | Issue No. 28

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2014ء

کولون یونیورسٹی اور مائنز یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے دو معزز مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو۔
انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ واقفین نو بچوں اور واقفات نو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔
واقفین نو بچوں اور بچیوں کے سوالات کے جوابات اور ان کے لئے اہم ہدایات۔ تقریب آمین

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

8 جون 2014ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بج کر بیس منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتری ڈاک اور خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پروگرام کے مطابق گیارہ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

کولون یونیورسٹی اور مائنز یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے دو معزز مہمانوں کی حضور انور سے ملاقات

دو مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔

ان میں سے ایک Mr. Stefan Hoesel ہیں جو کولون یونیورسٹی میں Educational Science میں Ph.D. کررہے ہیں۔ انہیں اپنی تعلیم کے سلسلہ میں جماعت سے تعارف ہوا۔ وہ اس وقت نوجوانوں کے نظریہ سے دنیا میں مذہب کی ضرورت پر تحقیق کررہے ہیں۔

دوسرے Dr. Nils Koebel تھے جو مائنز یونیورسٹی میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ اپنی Postdoctoral ڈگری کررہے ہیں۔ یہ اپنی تحقیق مذہب میں اخلاقی اقدار کے بارہ میں کررہے ہیں۔

ایک بج کر پانچ منٹ پر ان دونوں احباب کی حضور انور سے ملاقات ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سے دوران گفتگو فرمایا:

بغیر مذہب کے اخلاقی اقدار کی کوئی اہمیت نہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو مبعوث فرماتا رہا ہے تا وہ ان اخلاقی اقدار کو زندہ رکھیں۔ اسی لئے تو مختلف لوگوں نے ایک ہی پیغام دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ کا مسیح و مہدی بنا کر بھیجا تا حقیقی اسلام سے دُور بھٹکے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح کریں۔

Stefan صاحب نے اس بات کا اظہار کیا کہ اخلاق مذہب کے بغیر بھی ہوسکتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہاں ہوسکتے ہیں مگر وہ بہت محدود ہوتے ہیں اور جو ہوتے ہیں وہ بھی بہرحال مذہب کے مرہون منّت ہی ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں حضور انور نے ماؤزے تنگ کی مثال دی کہ ایک پاکستانی منسٹر ان کو چین میں ملا اور ان سے پوچھا کہ ایسے اعلیٰ درجہ کی اخلاقی اقدار کس طرح اپنائی ہیں، کہاں سے یہ اخلاق لئے ہیں۔ ماؤزے تنگ نے یہ جواب دیا کہ واپس اپنے ملک جاؤ اور قرآن کریم کی تعلیم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کرو تو اعلیٰ درجہ کے اخلاقی اقدار کو اپنا سکو گے۔

حضور انور نے مہمان کے ایک اور سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہودیت اور عیسائیت کی تعلیم بہت ملتی جلتی ہے لیکن پھر ان دونوں کے ماننے والوں میں بہت سے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اصل مشکل یہ ہے کہ تعلیم تو ہے مگر اس پر عمل نہیں۔ مثلاً انہیں یہ حکم ہے کہ جس نے ایک جان کو قتل کیا تو اس نے گویا سارے جہان کو قتل کر ڈالا۔ مگر اس پر کون، کہاں عمل کر رہا ہے۔ یہی معاملہ مسلمانوں کے ہاں ہے۔ اسی لئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو زندہ کرنے کے لئے بانی جماعت احمدیہ کو بھیجا اور آپؑ کے اس مشن کو آپؑ کے بعد بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سلسلہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جس کے بارہ میں مہمانوں نے بتایا کہ انہیں یہ کتاب ابتدا میں ہی دی گئی تھی اور اسے انہوں نے بیچ بیچ میں سے پڑھا بھی ہے۔ اس پر حضور انور نے انہیں پوری طرح پڑھنے کے لئے کہا۔

Dr. Nils Koebel نے نہایت محبت کے ساتھ حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا اور چاکلیٹ کا تحفہ پیش کیا جسے حضور انور نے ازراہ شفقت قبول فرمایا اور شکریہ ادا کیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان دونوں مہمانوں کو قلم عطا فرمائے۔ آخر پر دونوں مہمانوں نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف پایا۔

یہ ملاقات ایک بج کر بیس منٹ تک جاری رہی۔

یہ دونوں مہمان حضور انور سے ملاقات کے بعد انتہائی جذباتی تھے۔ خوشی سے ان کے چہرے تمتما رہے تھے اور بار بار اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ انہیں یقین نہیں آ رہا کہ اتنی بڑی ہستی نے انہیں شرف ملاقات بخشا ہے اور بڑا وقت دیا ہے اور گفتگو کی ہے۔ انہوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بھی بنوائی۔ ایک صاحب نے یہ تصویر پرنٹ کروا کر اپنے دفتر میں آویزاں بھی کر لی ہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد فیملی ملاقاتوں کا پروگرام جاری رہا۔ آج صبح کے اس سیشن میں مجموعی طور پر 24 فیملیز کے 99/افراد اور اس کے علاوہ 50 سنگل افراد یعنی کُل 149/افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز اور احباب نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بڑے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کا شرف پانے والی یہ فیملیز درج ذیل جماعتوں سے آئی تھیں۔ بعض فیملیز بڑے لمبے سفر طے کرکے یہاں پہنچی تھیں:

ویزبادن، مَن ہائیم، ڈرامسٹڈ، رسل ہائیم Marburg, Kranichstein, Usingen, Fulda, Bensheim, Bad Nauheim, Eichworms, Klein Gerau, Nidda, Wabern, Bielefeld, Soest, Riedstadt, Oberusel, Mainz, Olpe, Hannover, Hanau, Dreieich, Duren.

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا دو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پچھلے پہر واقف نو بچوں اور واقفات نو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاسز کا پروگرام تھا۔ ان کلاسز کا انعقاد مسجد کے مردانہ ہال میں کیا گیا۔

مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واقفین نو بچوں کی کلاس میں تشریف لائے۔ کلاس کا موضوع ''ہستی باری تعالیٰ'' رکھا گیا تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم دانیال احمد داؤد نے پیش کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم طلحہ احمد نے پیش کیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں پر مشتمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث عزیزم فہیم احمد نے پیش کی اور ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ عزیزم علی فراز نے پڑھ کر سنایا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ صفات کے تراجم میں سے بعض ایسے ہیں جن کی ان بچوں کو سمجھ ہی نہیں آسکتی۔ ان کو جرمن میں بتاتے تو زیادہ سمجھ آتی۔ اردو سکھانی ہے تو چھوٹی چھوٹی باتوں سے سکھائیں اور جو مشکل باتیں ہیں وہ ان کو ان کی زبان میں سکھائیں۔

بعد ازاں عزیزم محمود ادیب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

''آؤ! مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خدا ہے اور وہ علیم ہے کیونکہ مَیں ایک انسان ہونے کی وجہ سے علم کامل نہیں رکھتا لیکن خدا مجھے کہتا ہے کہ یہ چیز یوں ظاہر ہوگی اور پھر باوجود ہزاروں پردوں کے پیچھے مستور ہونے کے بالآخر وہ چیز اسی طرح ظاہر ہوتی ہے جس طرح خدا نے کہا تھا۔ آؤ اور اس کا امتحان کرلو۔ مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خُدا ہے اور وہ قدیر ہے۔ کیونکہ مَیں بوجہ بشر ہونے کے قدرتِ کاملہ نہیں رکھتا لیکن خدا مجھے کہتا ہے کہ مَیں فلاں کام اس اس طرح پر کروں گا۔ اور وہ کام انسانی طاقت سے اس طرح پر نہیں ہوسکتا اور اس کے رستہ میں ہزاروں روکیں حائل ہوتی ہیں مگر پھر بھی وہ اسی طرح ہوجاتا ہے جس طرح خدا فرماتا ہے۔ آؤ اور اس کا امتحان کرلو۔ مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خدا ہے اور وہ سمیع ہے اور اپنے بندوں کی دُعاؤں کو سُنتا ہے۔ کیونکہ مَیں خدا سے ایسے کاموں کے متعلق دُعا مانگتا ہوں جو ظاہر میں بالکل اَنْہونے نظر آتے ہیں مگر خدا میری دُعا سے ان کاموں کو پورا کر دیتا ہے۔ آؤ اور اس کا امتحان کرلو۔ مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خدا ہے اور وہ نصیر ہے کیونکہ جب اس کے نیک بندے چاروں طرف سے مصائب اور عداوت کی آگ میں گھر جاتے ہیں تو وہ اپنی نصرت سے خود اُن کے لئے مخلصی کا رستہ کھولتا ہے۔ آؤ اور اس کا امتحان کرلو۔ مَیں تمہیں دکھاتا ہوں کہ خدا ہے اور وہ خالق ہے کیونکہ مَیں بوجہ بشر ہونے کے خلق کی طاقت نہیں رکھتا مگر وہ میرے ذریعہ اپنی خالقیت کے جلوے دکھاتا ہے جیسا کہ اس نے بغیر کسی مادہ کے اور بغیر کسی آلہ کے میرے کُرتے پر اپنی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں